والدین کا قصور

سرداروں اور بڑوں میں والدین اوّل نمبر آتے ہیں انہوں نے دنیا کمانا تو سکھایا لیکن تیرا دین نہ سکھایا۔ (حضرت لاہوریؒ)

ہم اپنے بچوں کو مسجدوں کی بجائے سکول جانے کی تلقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں ذرا شدبد ہو جائے تو قرآن پڑھائیں گے۔ مگر جب اس نے پرائمری پاس کر لی تو مڈل بھیج دیا۔ مڈل پاس ہوا تو میٹرک گیا، میٹرک سے نکلا تو ایف اے بی اے ایم اے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ بس پھر کیا ہے — بچہ خود بخود ہی ہمارے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اس کے دل دماغ پر انگریزی تہذیب انگریزی تمدن انگریزی کلچر کا بھوت سوار ہو جاتا ہے۔ وہ قرآن سے واقف تو نہیں ہوتا مگر قرآن پر اعتراض کرنا جانتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے تو نابلد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ نماز اور جنازہ سے بھی ناآشنا ہوتا ہے مگر وہ اسلامی مسائل پر تنقید کرتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا مجتہد سمجھتا ہے یہ اس کا قصور نہیں بلکہ والدین کا قصور ہے اور ایسے والدین پر وہ قیامت کے دن لعنت بھیجے گا۔

(اللھم اعذنا منھم) خدا محفوظ رکھے!

(ملفوظات طیبات ص۱)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محمد سعید الرحمٰن علوی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالا - قال
رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ
حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ -

(بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جبریل امین علیہ السلام مجھے برابر ہمسایہ کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں اس کو وارث نہ بنا دیں۔

اسلام میں مختلف طبقات کے جو حقوق ہیں ان پر تفصیل سے کلام کیا جائے تو دفاتر طیار ہو سکتے ہیں۔ ان طبقات میں پڑوسی بھی ہیں۔ جن کے حقوق پر اسلام نے بہت زور دیا۔ اسی حدیث کو آپ ایک بار پھر ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کیا ارشاد فرما رہے ہیں ---؟ فرماتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام برابر وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ کہیں اس کو وارث نہ بنا دیا جائے۔

قرآن کریم میں سورہ نساء میں ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اچھا سلوک کرو، والدین کے ساتھ اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتامیٰ و مساکین کے ساتھ اور قریبی پڑوسی کے ساتھ اور دور کے ہمسایہ کے ساتھ "الخ" گویا قرآن کریم نے بھی اس مسئلہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی اور قریبی ہمسایہ کو چھوڑ کر دور کے ہمسایہ کے ساتھ بھی حسن سلوک، احسان اور مروت کا حکم دیا۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب تم گوشت وغیرہ کھاؤ تو شوربہ کے لیے پانی زیادہ ڈال دو اپنے پڑوسی کی خبر لو۔

بخاری و مسلم کی ایک متفقہ روایت ہے جس کے راوی مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخدا وہ شخص مومن نہیں، بخدا وہ شخص مومن نہیں۔ (تین بار آپ نے یہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ زبردست تجسس پیدا ہوا کہ ایسا کون ہے، جو مسلمان نہیں اور جس کے متعلق آپ بار بار قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ وہ مومن نہیں) چنانچہ پوچھا گیا کہ کون مومن نہیں؟ تو فرمایا وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

اسی کے قریب ایک دوسری روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا الخ

بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ پڑوسی کو تکلیف نہ دے (اس روایت کے راوی بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں)

اور حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

الغرض یہ تمام ارشادات قرآنی اور احادیث نبوی اپنے مفہوم

(باقی)

جلد ۲۵ ❁ شمارہ ۲۷

۱۵ رصفر ۱۴۰۰ھ ❁ ۳ر جنوری ۱۹۸۰ء

اس شمارے میں

● رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

مدیر منتظم : میاں محمد اجمل قادری

مدیر : محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ ۶۰/۰۰ روپے ، ششماہی ۳۰/۰۰ روپے
	سہ ماہی ۱۵/۰۰ روپے ۔ فی پرچہ ۱/۵۰ روپے

صلح و آشتی

دین کا ناگزیر تقاضا ہے

اخباری اطلاعات کے مطابق (نوائے وقت ۲۷ر دسمبر) گذشتہ دنوں عزیز کالونی شاہدرہ میں ایک مذہبی جھگڑے کے نتیجہ میں دو فریقوں کے درمیان تصادم کے نتیجہ میں سرکاری ہینڈ آؤٹ کی رپورٹ کے پیش نظر ایک شخص ہلاک چار زخمی ہو گئے۔

جھگڑا اور وہ بھی مذہب کے نام پر انتہائی افسوسناک بلکہ مذہب آپس میں بیر رکھنا نہیں سکھاتا وہ محبت و آشتی کا پیغام دیتا ہے۔ باہم شیر و شکر رہنے کی تعلیم دیتا اور اختلاف و انتشار کو عذاب الٰہی قرار دیتا ہے۔

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کے لیے کہا ہے کہ صبح محشر ان کے چہرے سیاہ ہوں گے اور ان کو دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑیگا

قوموں اور ملتوں کی تاریخ اس مسئلہ میں بڑی ہی دردناک ہے اور ملت مسلمہ پر مختلف اوقات میں جو زوال اور پریشانی آئی اس کا ایک بنیادی سبب یہی انتشار ہے۔

ستم یہ ہے کہ بے راہرو لوگ اپنی بے راہروی پر اتنے مُصر ہوتے ہیں کہ وہ حق و صداقت کے علمبرداروں کے ساتھ بڑی سے بڑی زیادتی سے گریز نہیں کرتے جس کی وجہ سے آئے دن ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں اور بعض پردہ نشینوں کی زیر زمین اور خفیہ کارروائیاں اور "نام نہاد معززین شہر" کی اعلیٰ حلقوں سے ملی بھگت مسائل کو اور پیچیدہ کر دیتی ہے، یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ شاہدرہ کے جس واقعہ کا حکومت نے پریس نوٹ میں ذکر کیا ہے اس کی اعلیٰ سطح پر انکوائری وقت کی اہم ترین ضرورت

ہے کہ اس سے حالات درست ہو سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری لغزشوں کو معاف فرما کر ہمیں اپنے دین کی خاطر جد و جہد کی توفیق دے اور اختلاف اور جھگڑوں سے بچائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

علی

یہ انصاف نہیں

چند دن پہلے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اضافہ کرنے والوں کا عذر معقول ہے کہ جہاں تیل پیدا ہوتا ہے انھوں نے نرخ بڑھا دئیے تو ہم نے بھی بڑھا دئیے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب آپ نے ہر قسم کے تیل کے نرخ بڑھائے ہیں تو پٹرول اور گھریلو استعمال کے تیل کی قیمتوں میں تفاوت کا کیا مقصد ہے؟ گھریلو استعمال کے تیل کی قیمت دوگنی کر دی گئی ہے۔ جبکہ پٹرول کے نرخ میں ۲۵ فیصد کا اضافہ ہوا ہے جبکہ ظاہر ہے کہ گھریلو استعمال کا تیل ہر چھوٹے بڑے امیر و غریب کی ضرورت ہے بلکہ امراء سے زیادہ غرباء کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ امراء کی جدید بستیوں میں تو اور بھی آسائش کے سامان موجود ہیں مثلاً سوئی گیس، بجلی کے ہیٹر وغیرہ اور پٹرول امراء کی ہی ضرورت ہے کہ غریب تو گاڑیوں سے رہا اور یہی طبقہ ہے جو صبح و شام نئے نئے ماڈل کی گاڑیاں خرید کر کے ملک کو غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے دباتا چلا جا رہا ہے۔ حکومت کو غریب پروری کا خیال رکھنا چاہیے کہ وقت پر ملک و قوم کے یہی لوگ کام آتے ہیں۔

وفیات

○ سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے انتہائی مخلص خادم غلام مرتضیٰ بٹ کے والد بزرگوار جو اکابرین احرار کے شیدائی اور تمام تحریکوں میں شامل اور انتہائی مخلص مجاہد تھے وہ پچھلے دنوں انتقال فرما گئے۔

○ ادھر کویت میں مقیم باقر علی شاہ صاحب جنہوں نے خدام الدین کے مطالعہ کے بعد مسلک تشیع سے تائب ہو کر اہل سنت و جماعت کو اختیار کیا تھا ان کے والد بزرگوار انتقال کر گئے۔

ہر دو حضرات بہت نیک ذاکر شاغل اور مخلص و باخدا بندے تھے۔ ان حضرات کا غم ساری جماعت کا غم ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے سرفراز فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

○ برصغیر کے نامور شاعر جناب سید امین گیلانی کی خوشدامن گذشتہ جمعرات انتقال فرما گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

تمام رفقاء اور احباب اور بزرگوں سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لیے دعاء مغفرت فرمائیں۔

ادارہ موصوف کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

غیبت ـــ بدترین گناہ

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم مُد

محترم حضرات ! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہم اکٹھے ہوتے ہیں میری حیثیت ایک طبیب کی سی جو لوگوں کی بیماریوں کے سلسلہ میں علاج تجویز کرتا ہے۔ میرے بزرگوں نے میری یہ ڈیوٹی لگائی ہے۔ بس اسی نقطۂ نظر سے آپ کی خدمت کے لیے یہاں بیٹھ جاتا ہوں ورنہ "من آنم کہ من دانم"

آج کی صحبت میں یہ عرض کروں گا۔ کہ ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت اور امانت ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے جتنے شب و روز ہمیں عطا فرمائے اس کا اس نے ہم سے حساب بھی لینا ہے بدقسمتی یہ ہے کہ ہمیں اس کا احساس نہیں۔ ہمارے اوقات بہت ہی فضول مشاغل کی نذر ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بسا اوقات ہمارا وقت شدید قسم کے گناہوں میں خرچ ہو جاتا ہے۔ ان گناہوں میں ایک گناہ غیبت بھی ہے جس کو بعض احادیث میں زنا سے بدتر گناہ کہا گیا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر و بیشتر لوگوں کا یہ مشغلہ بن کر رہ گیا ہے۔ قرآن کریم نے منع فرمایا کہ ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔ اس سے آگے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے ؟ ـــ آگے فرمایا تم یقیناً اس کو انتہائی بُرا اور مکروہ فعل سمجھوگے۔ (الحجرات)

اس کا مطلب یہ ہُوا کہ غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا مردہ بھائی کا گوشت نوچنا۔

غیبت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے پس پردہ ایسی بات کہی جائے جس سے وہ کبیدہ خاطر ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر ہم ایسی بات کریں جو دوسرے شخص میں واقعی ہو تو پھر ؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہی غیبت ہے اور اگر تم نے کسی کے پس پردہ ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا (جو غیبت سے بدتر گناہ ہے)

ایک حدیث میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کی ایسے گناہ میں غیبت کرتا ہے اور جس کی غیبت کی جا رہی ہے وہ اس گناہ سے توبہ کر چکا ہے تو یہ غیبت کرنے والا اس گناہ میں مبتلا ہو کر مرے گا۔

آپ نے دیکھا کہ غیبت کتنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندوں کو توبہ کی توفیق دے دیتا ہے لیکن ضروری تو نہیں کہ اس کی توبہ کی ہر کسی کو خبر ہو جائے اب لاعلمی میں غیبت کرکے آدمی اپنا برا کر رہا ہے لیکن اگر اس نے توبہ نہیں بھی کی تو بھی غیبت کا گناہ اپنی جگہ ہے۔ اور تمہاری غیبت سے دوسرے کا کچھ نہیں بگڑے گا ہاں یہ تو

ممکن ہے کہ اسے علم ہو جائے ۔ کہ تم اس کے پس پردہ بُرا بھلا کہتے ہو اور وہ تم پر چڑھ دوڑے ۔ اس طرح دشمنی اور عداوت اور لڑائی جھگڑے کا دروازہ کھل جائے ۔

کسی کے ساتھ سچی ہمدردی ہو تو اس کا طریقہ حدیث پاک کی روشنی میں یہ ہے کہ اس کو تنہائی میں سمجھایا جائے ۔ اور بتلایا جائے کہ میاں تمہارے اندر یہ گناہ کی بات ہے اس سے بچنا ضروری ہے ۔ اس کو حدیث میں "نصیحت" کہا گیا لیکن آج "نصیحت" کے بجائے ہماری مجلسیں غیبت سے گرم ہوتی ہیں ۔ بازار میں ' دفتر میں ' کارخانہ میں ہر جگہ یہی شغل ہے حتیٰ کہ مسجدوں تک میں بھی یہی مکروہ مشغلہ ۔

اس کی برائی آپ سن چکے اپنے آپ کو اس سے بچائیں اور دوسروں کے محاسبے سے زیادہ اپنے حساب کی فکر کریں کہ موت اور اس کے بعد قیامت کی گھڑی سب پر آنے والی ہے ۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمیں بچائے ۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین !

بقیہ : احادیث الرسول ؐ

کے اعتبار سے بالکل واضح ہیں لیکن اب اس ترقی پذیر دنیا میں نفسی نفسی کا جو حال ہے وہ بڑا ہی افسوسناک بلکہ شرمناک ہے ـــــ یہ واقعات آنکھوں دیکھے ہیں کہ ایک کوٹھی میں جنازہ ہو گیا اور پڑوس والے اپنی دنیا میں مست ہیں ۔ اور جس معاشرہ میں انسانوں کے گلے گھونٹ کر انہیں لب سڑک پھینک دیا جائے ۔ اور کئی کئی دن انہیں سنبھالنے والا کوئی نہ ہو ، اس معاشرہ کے افراد پڑوسیوں کے معاملہ میں اسلامی احکامات پر کیسے عمل کریں گے ؟

آج ہمارے معاشرہ میں پڑوسی کو جس ذہنی کرب اور تکلیف میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اس کا اندازہ اس سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے کہ ریڈیو ، ٹی وی اور اس نوع کے دوسرے آلات لہو و لعب پورے زور شور سے بجائے جاتے ہیں اور اس بات کا قطعاً احساس نہیں کیا جاتا کہ پڑوس میں کوئی بیمار ہوگا ، کوئی ذہنی و دماغی کام کرنے والا ہوگا کوئی طالب علم مصروف مطالعہ ہوگا ؟ ایک آدمی دن بھر کام کر کے تھک ہار کر چارپائی پر لیٹتا ہے لیکن "شریف پڑوسی" گانا سننے میں مست ہے اور یہ چارپائی پر کروٹیں بدل بدل کر جی ہی جی میں اس کو کوس رہا ہے ؟

ہمارے معاشرہ میں ایسے ستم ظریف لوگوں کی کمی نہیں جو مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر ہونے والی اذان اور درس و خطبہ پر ناک منہ چڑھاتے ہیں لیکن گلی محلہ یہ شیطانی شور و غوغا پورے جوبن پر ہوتا ہے اور بستی و محلہ کے کسی مقتدار تک کو توفیق نہیں ہوتی کہ اس کا سدباب کرے ۔ اور تو اور مسجد کے پڑوس میں جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی ایک المیہ سے کم نہیں ۔ مسجد کی دکان کا کرایہ دار ریڈیو بجائے ' پڑوس میں رہنے والا نماز سے الگ تھلگ رہ کر گھر میں ایسے مراسم بجا لائے کہ نمازیوں کو نماز پڑھنا دوبھر ہو جائے ۔ سب کچھ ہمارے معاشرہ میں ہوتا ہے لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ۔ ان معاشرتی خرابیوں کو سامنے رکھ کر پھر ارشاداتِ نبوت کا مطالعہ کریں تو شاید کوئی احساس کی صورت پیدا ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ اصلاح احوال کی توفیق مرحمت فرمائے ۔

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب
ڈاکٹر مناظر حسین نظر

قرآن حکیم

"حق تعالیٰ سبحانہٗ کا بے بہا خزانہ

اور

حضور اکرمؐ کا بےنظیر ترکہ اور ورثہ ہے"

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدّظلہم ○

الحمد للہ و کفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ۙ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ۙ

(پ ۱۱ س ھود - آیت ۱ تا ۲)

ترجمہ: یہ ایسی کتاب ہے کہ جس کی آیتیں حکیم خبردار کی طرف سے مستحکم کر دی گئی ہیں۔ پھر مفصّل بیان کی گئی ہیں۔ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں اُس کی طرف سے تمہارے لیے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رح

یہ قرآن کریم وہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے جس کی آیتیں لفظی اور معنوی ہر حیثیت سے جچی تلی باون تولہ پاؤ رتی ہیں کہ ان میں تناقض ہے نہ کوئی مضمون حکمت یا واقع کے خلاف ہے نہ باعتبار معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ایک حرف پر نکتہ چینی ہو سکتی ہے — جس مضمون کو جس عبارت میں ادا کیا ہے محال ہے کہ اُس سے بہتر تعبیر ہو سکے۔ الفاظ کی قبا معانی کی قامت پر ذرا بھی نہ ڈھیلی ہے نہ تنگ — جن اصول و فروع، اخلاق و اعمال اور قیمتی پند و نصائح پر یہ آیات مشتمل ہیں اور جو دلائل و براہین اثبات دعاوی کے لیے استعمال کی گئی ہیں وہ سب علم و حکمت کے کانٹے میں تلی ہوئی ہیں۔ قرآنی حقائق و دلائل ایسی مضبوط و مستحکم ہیں کہ زمانہ کتنی ہی پلٹیاں کھائے ان کے بدلنے یا غلط ہونے کا کوئی امکان نہیں — عالم کے مزاج کی پوری تشخیص کر کے اور قیامت تک پیش آنے والے تغیرات و حوادث کو من کل الوجوہ جانچ تول کر ایسی معتدل اور ابدی غذائے روح: مائدہ قرآن کے ذریعے پیش کی گئی ہے جو تناول کرنے والوں کے لیے ہر وقت اور ہر حالت میں مناسب و ملائم ہو۔ ان تمام حکیمانہ خوبیوں کے باوجود یہ نہیں کہ اجمال و ابہام کی وجہ سے کتاب معمّہ اور چیستان بن کر رہ جاتی بلکہ معاش اور معاد کی تمام مہمات کو خوب کھول کر سمجھایا ہے اور ہر موقع پر مرتبہ

دلائل توحید، احکام، مواعظ، قصص، ہر چیز بڑی خوبصورتی اور قرینے سے الگ الگ رکھی ہے اور تمام ضروریات کا کافی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ نزولی حیثیت میں بھی یہ حکمت مرعی رہی ہے کہ پورا قرآن ایک دم نہیں اتارا، بلکہ وقتاً فوقتاً موقع و مصلحت کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ آیات کا نزول ہوتا رہا۔ قرآن میں ان تمام باریکیوں کو مجتمع دیکھ کر آدمی حیران ہو جاتا ہے مگر حیرت کی کوئی وجہ نہیں اگر حکیم مطلق اور خبیر برحق کے کلام میں سب حکمتیں اور خوبیاں جمع نہ ہوں گی تو اور کس کلام میں توقع کی جا سکتی ہے؟

اس کتابِ محکم کو نازل کرنے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو صرف خدائے واحد کی عبادت کی طرف دعوت دی جائے اور اس کے طریقے سکھائے جائیں اسی عظیم و جلیل مقصد کے لیے پہلے انبیاء تشریف لائے تھے۔ جیسا کہ سورہ انبیاء کے رکوع ۲ اور نحل کے رکوع ۵ میں وضاحت کی گئی۔

زندہ جاوید معجزہ

حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم ہر اعتبار سے جامع، مکمل، اتم اور ابدی کتاب ہے۔ یہ کلام الٰہی ہے، شہکارِ قدرت ہے۔ اور نبیٔ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا زندۂ جاوید معجزہ ہے اس کی ایک ایک آیت معجزہ ہے اور اس طرح یہ عظیم الشان اور زندۂ جاوید معجزہ ہزارہا معجزات کا مجموعہ ہے۔ اور اس کا مقصد انسان کو اس کے مقصدِ تخلیق سے آگاہ کرنا اور اسے بندۂ خدا بنانا ہے۔

سنّت اللہ

حق تعالیٰ سبحانہٗ کی سنّت یہی رہی ہے کہ انبیاء کو جو معجزات عطا کئے جاتے تھے وہ اس وقت کی فضا کے مناسبِ حال اور وقتی تقاضوں کے عین مطابق ہوتے تھے امّت جس کام میں مہارت رکھتی اسی فن سے ملتا جلتا معجزہ اس کے نبی کو عطا کیا جاتا تاکہ امّت اپنی فنی مہارت کی وجہ سے انسانی کام اور خدا کے کام میں تمیز کر سکے۔ اور حق و باطل میں فرق کر کے صراطِ مستقیم پر چل سکے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے زمانے میں کاہنوں اور جادوگروں کا بہت چرچا تھا اور اس پیشہ کو نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ دربارِ فرعون کے مقربین اکثر جادوگر ہی ہوا کرتے تھے اسی بناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یدِ بیضاء اور عصاء بطور معجزہ دیے گئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ جادوگروں سے ہوا تو انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر ڈالیں تو وہ سانپ بن کر دوڑنے لگے لوگ اُن کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ دیکھا تو اپنا عصاء پھینکا جو بہت بڑا اژدہا بن کر سب کو نگل گیا ــــ اہلِ دربار کو سحر اور اللہ کے نبی کے معجزہ میں تمیز نہ ہوئی لیکن ساحر جو فن کے ماہر تھے وہ فرق کو صاف سمجھ گئے، ایمان لے آئے اور بے ساختہ پکار اُٹھے۔ اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ۔

حضرت داؤد علیہ السلام

کے زمانے میں دو قسم کے ہنر مقبولِ عام تھے ایک لوہے سے بڑی بڑی زرہیں اور دیگر اوزار بنانا اور ترنّم سے شعر و اشعار پڑھنا۔ چنانچہ حق تعالیٰ سبحانہٗ نے حضرت داؤدؑ کو اسی قسم کے معجزات سے نوازا۔ لوہا آپ کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا جس سے آسانی کے ساتھ زرہ اور دوسرے اوزار بن جاتے تھے اور آواز آپ کو ایسی عطا ہوئی کہ اُڑتے

ہوئے جانور مست و مسحور ہو جاتے
تھے اور انسان جھوم جھوم جاتے
تھے ـــــ عالم یہ تھا کہ جب
حضرت داؤد سوز سے تورات
پڑھتے تو چوپائے اور پرندے
یک وجد میں آ جاتے تھے ۔
راہ گیر دم بخود ہو کر آپ کے
ہاتھ پر مسلمان ہو جاتے ، اور
بڑے بڑے آہن گر آپ کی صنعت
کو دیکھ کر عش عش کر اُٹھتے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے زمانے میں اطباء کا زور
تھا ، کئی قسم کے ہنر اور کرتب
رائج تھے ۔ کاریگر کاغذوں کے کھلونے
بنا کر اس میں کمانیاں لگا دیتے
اور وہ اڑتے ہوئے دکھائی دیتے
چنانچہ حق تعالےٰ سبحانہ نے حضرت
عیسیٰؑ کو اُسی ماحول کے مطابق
معجزات سے نوازا ـــــ وہ مٹی
سے جانور بنا کر دمِ عیسوی پھونکتے
تو اللہ کے حکم سے وہ اُڑنے
لگتے ، اندھے کی آنکھوں پر دم
کرتے تو وہ بھلا چنگا ہو جاتا۔
مُردوں کو دم کرتے تو روح
عود کر آتی ۔

زبان دانی اور فصاحت و بلاغت

جب حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کا زمانہ آیا تو عرب میں
فصاحت و بلاغت اور شعر و
شاعری کا بہت چرچا تھا ـــــ
حال یہ تھا کہ چرواہے بکریاں
چرا رہے ہیں اور فی البدیہہ شعر
کہتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ لڑائی جھگڑے
میں گالی گلوچ بھی شعر و شاعری
میں ہی کرتے اور پیغام رسانی بھی
شعر و اشعار میں ہی ہوتی ۔

ایک مثال

امراء القیس عرب کا مشہور
شاعر تھا ۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے چوبیس برس قبل
گذرا ہے ۔ اُس کی دو لڑکیاں بھی
فنِ شاعری میں باپ کے ہم پلہ تھیں
وہ ایک معرکہ میں مغلوب ہو گیا
قاتل تلوار سونتے اس کے سینے
پر بیٹھا ہے اور آئینِ عرب کے
مطابق قتل کرنے سے پہلے وصیت
پوچھتا ہے ۔ اس عالم میں وہ
ایک مصرعہ کہتا ہے ۔ ع
یَا بِنْتِ امْرَاءِ الْقَیْس اِنَّ اَبَا کُمَا
اور اپنے قاتل سے کہتا
ہے کہ فلاں شہر کے فلاں محلے میں
میرا گھر ہے اور میری دو لڑکیاں
ہیں اُن کو جا کر یہ مصرعہ سنا
دینا ـــــ اس کے علاوہ میری
کوئی وصیت نہیں ۔ چنانچہ قتل
کے بعد قاتل وصیت کے مطابق
امراء القیس کے گھر پہنچا اور
دروازہ پر دستک دی ۔ لڑکیاں
پسِ پردہ آ گئیں تو اس نے
مذکورہ مصرعہ سنا دیا ۔ لڑکیوں
نے مصرعہ سُن کر تھوڑی دیر
توقف کیا اور فوراً پردہ سے
ہاتھ نکال کر اس شخص کو
پکڑ لیا ـــــ قاتل نے سوال
کیا کہ کیا معاملہ ہے ؟ مجھے
کیوں پکڑ لیا ؟ لڑکیوں نے کہا
کہ ہمارے والد نے ہمیں یہ
مصرع بطور طرح کے بھیجا ہے
تاکہ اس کے آگے دوسرا مصرعہ
لگایا جائے ۔ دورانِ توقف ہم
نے بہت سے مصرعے لگائے
مگر سوائے ایک مصرعے کے کوئی
مصرعہ نہیں لگ سکا اور وہ
یہ ہے ۔ ع
"قَدْ قُتِلَ وَ قَاتِلُہٗ عِنْدَ کُمَا
چنانچہ شعر یوں بن گیا ہے
یَا بِنْتِ امْرَ الْقَیْسِ اِنَّ اَبَا کُمَا
قَدْ قُتِلَ وَ قَاتِلُہٗ عِنْدَ کُمَا
اے امراء القیس کی دونوں
بیٹیو ! تمہارا باپ تو قتل ہو
چکا ہے اور اس کا قاتل تمہارے
پاس کھڑا ہے ۔
غرضیکہ بتانا یہ مقصود ہے
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سے قبل اور حضورؐ کے وقت
میں زبان دانی اور فصاحت و
بلاغت کا بڑا چرچا تھا ، اور
وہ اپنے علاوہ ساری دنیا کو
"عجم" یعنی گونگا کہتے تھے ۔
چنانچہ اس ماحول میں حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن حکیم عطا کیا گیا جس کے سامنے کائنات عالم کی زبانیں گنگ اور فصاحت و بلاغت دم بخود ہو گئی ہے

ہوئی دم بخود سب فصاحت بلاغت
کتاب ہدیٰ کے جو پاروں کو دیکھا

ابدی دین ، ابدی معجزہ

اس میں شک نہیں کہ قرآن حکیم فصاحت و بلاغت میں معجز اور واضح معجز ہے ــــ مگر اس کے ساتھ ہی قرآن تمام جہان کے لیے داعی الی الحق اور کامل و مکمل ہدایت نامہ بھی ہے ۔ یہ صرف زبان و بیان کے اعتبار سے ہی معجزہ نہیں بلکہ جس اعتبار اور جس زاویے سے دیکھا جائے یہ ہر عنوان ، ہر زاویے اور ہر اعتبار سے معجزہ نظر آئے گا بلکہ ان گنت معجزات کا مجموعہ دکھائی دے گا۔

مزید برآں یہ حقیقت بھی اپنی جگہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام خاص خاص قوموں اور محدود زمانوں کے لیے مبعوث ہوتے تھے ۔ اس لیے اُن کے معجزات بھی وقتی تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم "کافۃ الناس" ہیں ، کل عالمین کے لیے مبعوث ہوئے ہیں خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کا دین قیامت تک رہنے والا ہے اس لیے اُن کو ہزارہا معجزات ، گوناگوں خوارقِ عادات کے علاوہ جن کی روایت حدِ تواتر کو پہنچتی ہے قرآن شریف ایک ایسا دائمی معجزہ بلکہ معجزات کا مجموعہ عطا کیا گیا جو تا ابد اس دائمی دینِ اسلام اور رسالت محمدیؐ کی تائید کرتا رہے گا ــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نسخۂ کیمیا سے کماحقہٗ فیض یاب ہونے کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے ۔ آمین !

قطب العالم شیخ التفسیر رح

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شہرۂ آفاق حاشیۂ قرآن میں مقصد نزول قرآن یوں تحریر فرمایا ہے :-

" اس کتاب کے احکام نہایت مضبوط ہیں ۔ اس کا نزول دانشمند اور باخبر ذات سے ہے (اور) اس کتاب کا پہلا پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ ۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ اور ورثہ

حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے ، کہ میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے گمراہ نہ ہوگے ۔ ایک قرآن کریم دوسرے میری سنّت ۔

قرآن پاک بھی محفوظ ہے اور اللہ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے اور سنّت بھی حدیث کی صورت میں محفوظ ہے ۔

قرآن کریم اصل ہے اور حدیث اس کی شرح اور تفسیر ہے ۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنّت پر بھی تمسک کی تاکید فرما کر یہ ہدایت اور تلقین فرمائی ہے کہ دیکھنا قرآن کریم کے جو معانی اور مطالب میں نے بیان کئے ہیں انہی کو معمول بنانا اور ان سے ہرگز انحراف نہ کرنا کیونکہ اگر ان سے انحراف کیا ، رُوگردانی کی تو گمراہ ہو جاؤگے اور منزل پر ہرگز نہیں پہنچ سکوگے ۔

بے بہا اور عظیم خزانہ
بے نظیر ورثہ

برادرانِ عزیز ! ترکہ ہر شخص کی حیثیت اور مرتبہ کے مطابق ہوتا ہے ۔ ایک عام آدمی کا ترکہ معمولی ہوتا ہے ۔ اور امیر ترین آدمی کا ترکہ اس کی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے ــــ ریاست کے

(باقی ۱۴ پر)

انگریزیت کا عفریت

محمد سعید الرحمٰن علوی

اگلے دن ایک بہت ہی عزیز دوست مسجد میں ملے وہ سخت پریشان تھے کہنے لگے کہ میرا اکلوتا لڑکا تعلیم میں بہت ہی کمزور ہے ، سکول کے علاوہ ٹیوٹر باقاعدگی سے آتا ہے کافی وقت دیتا ہے لیکن نتیجہ پھر بھی ایسا ہوتا ہے کہ ندامت ہوتی ہے آپ کوئی توجہ دیں اور کوئی ایسی سبیل سوچیں کہ اسکا دل لگ جائے وہ پڑھائی میں طاق ہو جائے ،

اگلے دن ان کے مکان پر جانے کا وعدہ ہوا سو میں گیا صاحبزادے میاں کو بلایا سب سے پہلے اس کی پراگرس رپورٹ دیکھی واقعی نتیجہ افسوسناک تھا ،

صاحبزادے میاں لاہور کی ایک جدید ترین آبادی کے معروف سکول میں پڑھتے ہیں چھ گھنٹے کی سکول کی پڑھائی کے بعد دو گھنٹہ ٹیوٹر پڑھاتے ہیں اس کے بعد بھی گھر سے معلوم ہوا کہ صاحبزادے میاں دیر تک کام کرتے رہتے ہیں پھر یہ حالت کیوں ہے ،

میں نے معلوم کرنا چاہا کہ سکول میں ذریعہ تعلیم کیا ہے تو پتہ چلا انگریزی ! میرا ماتھا ٹھنکا لیکن میں نے حالات کی تحقیق ضروری سمجھی صاحبزادے میاں کو محبت و پیار سے سمجھایا اور پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے — ؟ تمہارا دل پڑھنے کی طرف راغب نہیں ہوتا یا اور کوئی وجہ ہے تو اس نے ڈرتے ڈرتے بتلایا کہ چونکہ ذریعہ تعلیم انگریزی ہے اس لئے مشکلات پیش آتی ہیں اور بہت کم چیزیں پلے پڑتی ہیں ، میری چھٹی حس نے جو خطرہ محسوس کیا تھا وہ واقعیت کا روپ دھارے میرے سامنے کھڑا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہ مسئلہ میرے ایک عزیز دوست کے صاحبزادے کا نہیں ہے پوری قوم کے بچے اس المناک صورت حال سے دوچار ہیں ہمارے بزرجمہر جو "دیسی صاحب" بن کر زندگی گزارنا ہی شرف و کمال سمجھتے ہیں انہیں شاید معلوم ہی نہیں کہ انگریز نے برصغیر پاک و ہند پر قبضہ کے ابتدائی دور میں بلکہ قبضہ کی تکمیل سے پہلے ہی ہماری جن روایات کو تہس نہس کر دیا ان میں ایک زبان بھی تھی ،

میجر بالو نے اپنی کتاب تاریخ تعلیم میں ان مسائل پر پوری روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح ہم نے (یعنی انگریزوں نے) مسلمانوں کے ذریعہ تعلیم کو بدلا ! کس طرح انہیں انگریزی کی لت لگائی اور اس سے کیا فائدے حاصل کرنا ہمارے پیش نظر تھے — دیسی صاحب بہادر جو دنیائے یورپ کے مستعمل چیتھڑے پہن کر اپنے آپ کو مافوق الفطرت سمجھنے لگتے ہیں ان کی ذہنیت ایسی بگڑی ہے کہ وہ آزادی کے بعد بھی انہیں قومی خصائص کے حصول کی کوئی فکر نہیں "

ایک مظلوم عالم دین حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے ذمہ ایک سراسر جھوٹے بہتان کی بنیاد پر آج تک ژاژ خائی کرنے والے اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ زندہ قوم بننے کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے ؟ سچی قومیت کے لوازمات کیا ہیں اور ان کا حصول کیونکر ممکن ہے ؟

انگریزی ذریعہ تعلیم کی بنیاد پر چلنے والے سکول معاشرہ میں ناسور کی طرح موجود ہیں ان پر پابندیوں کی نوید دفتروں میں گھوم پھر کر رہ جاتی ہے ، دفتری زبان کے طور پر اپنی زبان کو اپنانے کے تمام سرکلر اور حکمنامے " صاحب بہادروں " کی میزوں کی درازوں یا الماریوں میں مقفل ہو کر گل سڑ جاتے ہیں "

قومی زبان اردو کے لئے ادارہ بنتا ہے تو اسکی سربراہی ایک ایسے محترم بزرگ کے سپرد ہوتی ہے جو اپنی عمر اور صحت کے لحاظ سے چراغ سحری ہیں اور جنہوں نے زندگی میں ایک لفظ اپنی زبان میں نہیں لکھا اور ذمہ دارانہ عہدوں پر براجمان رہنے کے باوجود اپنی زبان کی کوئی خدمت نہیں کی ،

ہم بحیثیت زبان انگریزی کے مخالف نہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بعد حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، فقیہ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے حضرات کے فتاویٰ اور خیالات کتابوں میں موجود ہیں ، تعلیم جدید کے جد امجد جناب سرسید احمد خاں نے اپنی کتاب

"اسباب بغاوت ہند" میں ان اعتراضات کو نقل کیا ہے جو انگریزی بہ حیثیت زبان کے حق میں علماء نے کئے لیکن یہاں تو بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس اپنا کوئی نظام ہی نہیں سیاسی میدان میں جمہوریت کے بغیر جی نہیں سکتے تو معاشی میدان میں کیپٹلزم یا سوشلزم ہمارے دکھوں کا مداوا ہے، معاشرتی زندگی کے ایک ایک گوشہ پر انگریزیت کی چھاپ ہے تو تہذیب و تمدن اور ثقافت مشرف بہ انگریزی، زبان اپنی نہیں، تعلیم اپنی نہیں اور ذریعہ تعلیم اپنا نہیں

وہ بچے جو اردو پنجابی وغیرہ کے ماحول میں پلتے بڑھتے ہیں انہیں جب اے۔بی۔سی کی نذر کر دیا جائے تو وہ علمی اور عملی دنیا میں اپاہج اور مفلوج ہو کر رہ جائیں گے اور ان سے کسی بہتری کی توقع ہی عبث ہوگی"

سمجھ نہیں آتا کہ اپنی قوم کو کس طرح سمجھایا جائے اور یہ بات اس کے حلق میں کیسے اتاری جائے کہ اس کی بقا کا راز اپنی روایات کو زندہ کرنے اور اپنانے میں ہے،

ڈاکٹر سید عبداللہ اور ان کے ساتھ کچھ دوسرے اہل دل ایک عرصہ سے اس محاذ پر کام کر رہے ہیں انہوں نے خدا معلوم کتنے جتن کئے جدید علوم و فنون کی مصطلحات پر مشتمل لغات طیار کر کے دینے کی پیش کش کی، لیکن" صاحب بہادروں" پر کوئی چیز اثر انداز نہیں ہوتی" آج دنیا کا ہر ملک اپنی زبان اور اپنی روایات کو اپنا کر ترقی کی منازل طے کر چکا ہے، لیکن ہم جو انگریزی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں، اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں، اگر عزت کی زندگی مطلوب ہے حریت و آزادی کا کوئی جرثومہ باقی ہے تو وہ "سب نقش کہن" مٹانے ہوں گے جنہوں نے ہمیں بھک منگی قوم بنا دیا ہے جنہوں نے ہمارے فکری سوتے خشک کر دیئے جو ہماری صلاحیتوں کو چاٹ کر ہمیں آوارہ فکر و آوارہ مزاج بنا چکے ہیں،"

دکھی دل کی یہ صدا کسی "بابو" پر اثر انداز ہو جائے تو زہے نصیب !

بقیہ : خطبہ جمعہ

مالک ریاستیں اور بادشاہ مُلک اپنی اولاد کے لیے ورثہ میں چھوڑ جاتے ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سرور دو عالم ہیں، دونوں جہانوں کے سردار اور آقا ہیں اور آپؐ کی شخصیت جملہ مخلوقات سے بلند و برتر ہے۔ اس لیے آپؐ کا ورثہ بھی دنیا و مافیہا سے بلند و برتر ہونا چاہیئے تھا اور وہ بے بہا اور بے مثل ورثہ جو ساری کائنات میں بے نظیر ہے اور ساری کائنات عالم بھی جس کی ریس نہیں کر سکتی اور قیمت نہیں بن سکتی اللہ کا قرآن ہے ـــــ کلام الٰہی ہے حق تعالےٰ سبحانہ نے یہ بے بہا خزانہ اپنے محبوبؐ کو عطا کیا اور محبوبؐ نے از راہِ شفقت من و عن اپنی امت کے سپرد کر دیا۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللہُ یُعْطِیْ ۔ اللہ دینے والا ہے میں قاسم ہوں۔

اسی طرف اشارہ ہے اور یہ ایسا ورثہ ہے کہ یہ دنیا تو کیا اس جیسی کروڑہا دنیائیں بھی اس کے پرِ کاہ کے برابر نہیں ہو سکتیں ۔ یہ ورثہ جو کروڑہا دنیائیں دے کر بھی میسر نہیں آ سکتا تھا ہمیں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مفت میں مل گیا ہے اور یہ وہ ترکہ ہے جو لازوال ہے، غیر فانی ہے اور ابدی ہے۔

سعادت مند اولاد

یاد رکھو! سعادت مند اولاد بزرگوں کے ورثہ کی حفاظت کیا کرتی ہے اور کامیاب و بامراد ہوتی ہے اور نالائق و ناخلف اولاد بے قدری کر کے ذلیل و خوار اور ناکام ہوتی ہے۔

پس اے برادرانِ اسلام! ہمیں چاہیے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم اور لافانی ورثہ کی قدر کریں اور اس کو معمول بنا کر اور اپنے آقاؐ کی سنت پر عمل کر کے دنیا و آخرت میں کامیاب و بامراد ہوں۔

اللہ تعالےٰ ہم کو سعادت مند وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ناخلف بننے سے بچائے آمین

بادۂ شیراز در جامِ اردو

دِل میرود ز دستم صاحبدلاں ، خدا را
دَرد ا کہ رازِ پنہاں خواہد شُد آشکارا
کشتی شکستگانیم ، اے بادِ شرط برخیز
باشد کہ باز بلینم ، آں یارِ آشنا را
اے صاحبِ کرامت ، شکرانۂ سلامت
روزے تفقدی کن ، درویشِ بے نوا را
سرکش مشو کہ چوں شمع از غیرتت بسوزد
دلبر کہ در کفِ اُو ، موم است سنگِ خارا
دو روزِ مہرِ گردوں ، افسانہ ایست افسوں
نیکی بجائے یاراں ، فرصت شمار یارا
آئینۂ سکندر ، جامِ جم است بنگر
تا بر تو عرضہ دارد ، احوالِ ملکِ دارا
در حلقۂ گل و مُل ، خوش خواند دوش بُلبل
ہات الصبوح ھبوا یا ایہا السکارا
در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند !
گر تُو نمی پسندی تغئیر کُن قضا را
آسائشِ دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں تلطّف ، با دشمناں مدارا !
خوبانِ پارسی گو بخشندگانِ عمر اند !
ساقی بدہ بشارت پیرانِ پارسا را !
ہنگامِ تنگدستی در عیش کوش مستی
کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را
گر مطربِ حریفاں ایں پارسی بخواند
در وجد حالت آرد پیرانِ پارسا را
حافظ بخود نپوشید ایں خرقۂ مے آلود
اے شیخِ پاکدامن ! معذور دار ما را

لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

میرے قابو ہی میں نہیں ہے دل میرا ، اے دل والو!
کھلنے لگا ہے اب تو ہر اِک رازِ نہاں ، محفل والو!
ممکن ہے میں اپنے دوست کو دوبارہ بھی جا دیکھوں
کشتی گو ٹوٹی ہے ، بادِ شرط تو ہے ساحل والو!
میں ہوں اک درویش بچارا ، اک دن مجھ پر رحم کرو
تم ہو سلامت ، اہلِ کرامت ، جذبۂ کامل والو!
سنگ دلی اچھی تو نہیں ، اے سنگدلو ! اے بے رحمو!
دلبر کے ہاتھوں میں پتھر بھی ہے موم اے دل والو!
چار دنوں کی ہستی ، اک فسانہ ، ایک کہانی ہے
یاروں سے نیکی کر لو ، اے دنیا کی محفل والو!
اسکندر کا آئینہ بھی جامِ جم ہے ، دیکھو تو
تا کہ تم پر دارائی کا حال کھلے اے دل والو!
بلبل نے کیا خوب کہا کل جلسۂ عیش و عشرت میں
پھولوں کی خوشبو سونگھو ، اے میخوارو ! محفل والو!
وہ میری تقدیر بدل دے ، ورنہ تم خاموش رہو
میں بدنام ہوں ، تم معذور ہو ، اے کوئے قاتل والو!
دشمن پر ہو نظرِ عنایت ، یاروں پہ ہو لطف و کرم
دنیا اور عقبیٰ میں جنّت یوں ملتی ہے دل والو!
حسن کی محفل میں جو بیٹھیں ، اُن کی عمریں لمبی ہوں
بوڑھے ہو جاتے ہیں جواں ، اس محفل میں محفل والو!
اک اکسیر ہے ایسی جو قاروں گداؤں کو کر دے
محتاجی میں بھی دل کو مت تنگ کرو ، اے دل والو!
واعظ بر سرِ منبر وجد و حال میں آتا جائے گا
مطرب جب گائے گا میری غزلیں اے محفل والو!
حافظ نے یہ خرقۂ مے آلود نہیں ہے خود پہنا
اے پاکیزہ دامنو ! اے پاکیزہ آب و گل والو!

پیمانہ بردارِ میخانۂ حافظ خواجہ آزاد شیرازی مدیر تذکرہ ، لاہور

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر

جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے!

(مسدس حالی)

خاموش مبلغ ـ محلہ سادات ـ ملتان شہر

خلافت راشدہ

مجوسیوں کی پہلی کانفرنس (۶)

مولانا قاضی
شمس الدین
(ہری پور)

تو فاروقی فوجوں کی یلغار روکنے کے لئے مجوسیوں نے نہاوند میں ایک ملکگیر کانفرنس بلائی اور پورے ملک فارس کے ہر حیثیت اور مرتبہ کے سردار، جرنیل، اور عقلمند لوگ، اس مصیبت عظمیٰ کے دفعیہ کے لئے نہاوند میں جمع ہوئے اور مجلس مشاورت میں بولے "

"محمد آیا تو صرف عرب کے لئے آیا۔ ابوبکرؓ بھی اپنی مختصر مدت خلافت میں اندرون عرب کے مسائل ہی میں الجھا رہا، لیکن یہ جو عمر بن خطاب ہے اس نے طاقت حاصل ہوتے ہی ہمارے شہر چھین لئے ہماری عزتیں لوٹ لی اور ہماری سرحدیں توڑ پھوڑ دیں اور خاص ہمارے گھروں کے اندر گھس کر ہم سے جنگ کی اور اب ہمارا دار الخلافہ مدائن تک ہم سے چھین لیا اور اس پر بھی بس کرتا نظر نہیں آتا لہذا اس کا پورا مقابلہ کرنا چاہئے"

اس کے بعد انہوں نے باہم عہد و پیمان کئے کہ یہ لوگ بصرہ اور کوفہ کی طرف چل پڑیں اور حضرت عمرؓ کو فارس کے بجائے اپنے ملک ہی میں الجھا دیں (ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۱۰۶)

سبائیوں کا پہلا اقدام

چنانچہ نہاوند کانفرنس کے طے شدہ منصوبے کے مطابق پہلا کام یہ کیا کہ کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت عمرؓ کے مقرر کردہ گورنر کوفہ کے منہ پر کچھ لوگوں نے بوقت نماز پھتراؤ کیا جب حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع پہنچی اور وہ نماز پڑھانے جا رہے تھے تو سخت غصہ ہوئے اور اسی حالت میں آپ نے مسجد میں آکر نماز پڑھانی شروع کی مگر شدت غصہ کی وجہ سے نماز میں بھول گئے حتی جعل الناس یقولون سبحان اللہ سبحان اللہ، مقتدیوں نے پیچھے سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا جب آپ نے سلام لوٹایا تو پوچھا من ھھنا من الشام، یہاں ملک شام کا کوئی باشندہ موجود ہے؟ اس پر دو تین آدمی کھڑے ہو گئے۔ راوی کہتا ہے پھر میں بھی کھڑا ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یا اھل الشام استعدوا لاھل العراق فان الشیطن قد باض فیھم وفرخ، اے شامیو! عراقیوں کو سیدھا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ شیطان نے وہاں (عراق میں) انڈے دیکر بچے بھی نکال دیئے ہیں، پھر عراقیوں کے لئے بد دعا کی کہ یا الٰہی، ان لوگوں نے کوفہ کے والی کی بے ادبی کی ہے تو بھی ان کو ان کی بے ادبی کی سزا دے[۱] اور ان پر ایک ایسا ثقفی نوجوان مسلط کر جو نہ ان کے اچھوں کو چھوڑے نہ بروں کو تو واقعہ یہ ہے کہ تند خوئی اور فتنہ جوئی اپنے امرار کیخلاف ان کی سرشت میں تھی حضرت سعد بن ابی وقاص کی ہر طرح شکائتیں کر کر کے انکو کوفہ سے معزول کرایا پھر انکی جگہ حضرت عمرؓ نے حضرت عمار کو مقرر کیا تو کوفی ان کی بھی شکائتیں کرنے لگے کہ ان کو سیاست نہیں آتی، وقالوا لا یحسن السیاسۃ، پھر انکی جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو مقرر کیا، تو کوفیوں نے ان کو بھی مسترد کر دیا اس سے حضرت عمر بہت پریشان ہوئے صحابہ کرام کو جمع کیا اور فرمایا کہ اہل کوفہ ایک لاکھ ہیں اور سب کے سب کسی ایک امیر پر بھی راضی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کوئی امیر ان سے راضی ہو سکتا ہے تو کیا میں ان پر کوئی مضبوط اور سخت گیر آدمی بھیجوں یا کہ نرم متقی قسم کا آدمی بھیجوں، حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا کہ یا امیر المؤمنین سخت گیر مضبوط آدمی کی سخت گیری کا فائدہ آپ کو اور دوسرے مسلمانوں کو پہنچے گا اور اس کی سخت گیری کا نقصان اس کی اپنی ذات کو ہوگا، اور نرم خو متقی کی نرمی کا نقصان آپ کو اور مسلمانوں کو پہنچے گا اور اس کے تقوی کا فائدہ اس کی اپنی ذات کو ہوگا حضرت عمرؓ نے مغیرہؓ کی اس بات کو پسند فرمایا اور کہا کہ جاؤ میں نے تم کو کوفہ کا والی بنا دیا، چنانچہ حضرت مغیرہ گئے اور سب کو سیدھا کر دیا، (ابن کثیر ج۷ صفحہ ۱۲۶) اور امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ حضرت عمرؓ

[۱] ابن کثیر ج۷ و ص ۱ ... ابن کثیر صفحہ ۱۳۴

کی اس بددعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حجاج بن یوسف کی شکل میں عراقیوں پر ایک انتقامی عذاب نازل فرمایا تھا، کیونکہ یہ منہ پھٹ عراقی سبائی اپنے حاکمان وقت کے خلاف نافرمانی، مخالفت، فتویٰ بازی، اور زبان درازی کرتے ہی رہتے تھے، ابن کثیر ص۱۳۱ و ص۱۳۲، اور جب سیدنا حسین نے میدانِ کربلا میں کوفیوں کی غداری دیکھی تو ان کی ذلت کی یوں پیش گوئی فرمائی تھی کہ

هذه كتب اهل الكوفة ولا اراهم الا قاتلي فاذا فعلوا ذالك لم يدعوا الله حرمته الا انتهكوها فاذا فعلوا ذالك فسلط الله عليهم من يذلهم حتى يكونوا اذل من قرم الامة يعز مقنعتها، ابن کثیر ص۱۶۹،،

اور نہج البلاغہ میں ص۲۴۸ اول پر ہے کہ سبائیوں نے حضرت علی کے ساتھ جو مکروہ سلوک کیا (اور جسکی تفصیل آگے آئیگی) اس کی بناء پر حضرت علی نے بھی اپنے ان عاشق سبائیوں کے یہ بددعائیہ پیش گوئی فرمائی تھی،،

والله ليسلطن عليكم غلام ثقيف الذيال الميال ياكل خضرتكم ويذيب شحمتكم،،

اللہ کی قسم عنقریب ضرور ہی ایک لمبا تڑنگا اکڑا ہوا ثقفی نوجوان تم پر مسلط کیا جائیگا جو تمہاری سب تروتازگیوں کو (یعنی قوت وطاقت) کو نگل جائیگا اور تمہاری چربیوں کو پگھلا کر رکھ دیگا، تمہارے سب کس بل نکال دیگا، یہاں پر شریف رضی جامع نہج البلاغہ نے لکھا ہے کہ یہ قول حجاج ابن یوسف کے متعلق ہے) اور خود مودودی صاحب نے بھی لکھا ہے دغم ص۲۲۸ لیکن ایک خیانت بھی کی ہے کہ حضرت حسن بصری کے متعلق مودودی صاحب کے دیئے ہوئے حوالے کے متصل پہلے ہے کہ ان الحسن لم يكن ممن يرى الخروج عليهم وكان ينهى اصحاب ابن اشعث عن ذالك وانما خرجهم مكرها كما قدمنا اور اس کے آگے وہ عبارت ہے جو مودودی صاحب نے لکھی ہے اور تاثر یوں دیا ہے کہ گویا حضرت حسن بصری بھی خروج کے حامی تھے"

سبائیوں کا دوسرا اقدام

تو یہ نہاوند بھی جہاں مجوسیوں کی پہلی کانفرنس ہوئی تھی حسنِ اتفاق سے کچھ عرصہ بعد فتح ہو گیا اور نہاوند کے فارسی غلام جب گرفتار ہو کر مدینہ منورہ میں آئے تو ابولولو مجوسی قاتل حضرت عمر نے جب فارس کی تباہی کا حال سنا اور مدینہ کی گلیوں میں فارس کے بچے اور عورتیں غلامی کی حالت میں دیکھے تو اس کا خون کھول اٹھا، یہ ابولولو ایرانی بھی نہاوند کا باشندہ تھا مگر رومی جنگ میں رومیوں کا غلام بن کر شام پہنچ گیا تھا، رومیوں سے مسلمانوں کی جنگ میں دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر مدینہ پہنچا تھا، اور تقسیم میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے حصے میں آ گیا، حضرت مغیرہؓ نے اس پر دو درہم یومیہ اجرت مقرر کر دی اور یہ مدینہ منورہ میں رہنے لگا، جب فارسی غلام عورتیں بچے مدینہ میں دیکھے تو اس کا صدمہ دو آتشہ ہو گیا، وہ مدینہ کی گلیوں میں غلام بچوں کے سروں پر روتے ہوئے ہاتھ پھیرتا اور کہتا، ہائے ہائے عمر نے میرا کلیجہ کھا لیا، اكل عمر كبدي ابن کثیر ص۱۱۲ اور اس نے اندر ہی اندر حضرت عمر سے انتقام لینے کی ٹھانی اور ہرمزان مجوسی اور جفینہ نے بھی اسکو آمادہ کیا ص۱۱۲، ایک دو دھاری چھری حضرت عمر سے انتقام لینے کے لئے بنائی اور اسکو اچھی طرح زہر آلود کیا اتفاقاً ایک دن حضرت عمرؓ نے اس ابولولو سے پوچھا سنا ہے کہ تم ایسی چکی بھی بنا سکتے ہو جو ہوا سے چلتی ہے، ابولولو فوراً چمک کر بولا، ہاں جناب میں آپکے لئے ایسی ہوائی چکی بنا رہا ہوں کہ مشرق سے مغرب تک ہر جگہ لوگ اس کے تذکرے کرتے رہینگے،،

ابولولو تو یہ کہہ کر چلا گیا، حضرت عمرؓ نے حاضرین کو فرمایا کہ یہ مجوسی غلام مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے، لقد اوعدني العبد الاٰن، کامل ابن اثیر ص۳۰/۲

یہ منگل کی شام کا واقعہ ہے، یہی ابولولو بدھ کی صبح کو نماز میں ٹھیک حضرت عمر کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا، آپ نے نماز شروع کی، اس نے حملہ کر دیا اور جلدی جلدی چار پانچ گھاؤ لگا کر بھاگ نکلا اور بھاگتے ہوئے درجن بھر آدمی اور زخمی کر دیئے جن میں سے مزید چھ شہید ہو گئے، آخر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ابولولو پر اپنا کمبل ڈالا جسکی وجہ سے وہ الجھ گیا اور وہی خنجر اپنے پیٹ میں بھونک کر خودکشی کر لی یہ واقعہ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ بروز بدھ صبح کا ہے،، ابن کثیر ص۱۳۷

تو یہ تھی وہ ہوائی چکی جو اس سبائی مجوسی نے چلائی اور اس سے اسلام کا عظیم آفتاب عالم تاب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا،،

انا للہ وانا الیہ راجعون

اور واقعی مشرق و مغرب یعنی پوری دنیا میں لوگ اس حادثہ جانکاہ کے تذکرے کرتے ہیں کہ اہل فارس تو ابولؤلؤ لعین کو قومی ہیرو کی طرح پوجتے ہیں اور فخریہ آج تک اس کا دن مناتے ہیں اور اس کو اپنے والد کی جگہ تسلیم کرتے ہیں اور اس لعین کا لقب بابا شجاع الدین،، مقرر کر رکھا ہے اور اس کے متعلق یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت عمر کی شہادت کا اور ابولؤلؤ کے جہنم رسید ہونے کا یہ دن

یوم العید الاکبر،، بڑی عید کا دن ہے
یوم المفخرۃ،، بڑے فخر و مسرت کا دن ہے
یوم البرکۃ،، بڑی برکت والا دن ہے
یوم التسلیۃ،، سبائیوں کے دل ٹھنڈا ہونے کا دن ہے، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو، مختصر تحفہ اثنا عشریہ صہ ۲۰۹ طبع ترکی

اور دوسری طرف مسلمان حضرت عمر فاروق اعظم کا یوم شہادت مناتے ہیں اور آپ کے مفاخر و مناقب بیان کرتے ہیں، رضی اللہ عنہ، تو یہ تھا اسلام کے خلاف سبائیوں کا دوسرا اقدام،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،،

خریداری	کل پرچے	کل قیمت	رعایتی قیمت	بچت
سالانہ	۵۲	۷۸	۶۰	۱۸
ششماہی	۲۶	۳۹	۳۰	۹
سہ ماہی	۱۳	۱۹/۵۰	۱۵	۴/۵۰

جریدہ "خدام الدین" دنیا بھر میں دستیاب ہے

زرِ سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ہوائی ڈاک

(۱) سعودی عرب، کویت، ایران، عراق، اردن، شام، نیپال، سری لنکا، سیلون، ترکی، انڈونیشیا، الجزائر، لبنان — ۱۶۰/ روپے

(۲) ابوظہبی، دوبئی، دوحہ قطر، مسقط، شارجہ، شارقہ، یمن، برما، افغانستان — ۱۵۰/ روپے

(۳) مالدیپ لکادیپ، بھارت — ۱۵۵/ روپے (۴) امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا — ۱۶۵/ روپے

(۵) انگلستان، ناروے، اٹلی، ڈنمارک، ہالینڈ، لیبیا، کمبوچیا، لاؤس، یونان، تھائی لینڈ، ویت نام، چین، نائجیریا
ہانگ کانگ، ملائشیا، جاپان، سویڈن، مغربی جرمنی، فرانس، نیوزی لینڈ، افریقہ، بنگلہ دیش — ۱۰۵/ روپے

طریقِ کار سالانہ خریدار بننے کے لیے، اس ملک کے لیے مقرر کردہ زرِ سالانہ کی رقم کسی بھی ایسے بنک کے ذریعہ جس کی کوئی شاخ لاہور میں موجود ہو۔ بذریعہ بنک ڈرافٹ "منیجر ہفت روزہ خدام الدین" لاہور کے نام ارسال فرمائیں، چیک خواہ ملکی ہی کیوں نہ ہوں۔ وصول نہیں کیے جائیں گے۔
البتہ پاکستان میں رہائش پذیر کسی عزیز کی وساطت سے رقم ارسال کی جا سکتی ہے

احسان الواحد : سرکولیشن منیجر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

یاد رفتگاں

مخدوم العلما حضرت بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

از ماسٹر محمد عمر خان گڑھ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد انسانیت کی ہدایت وفلاح اور تزکیہ وتربیت ہے اولیائے امت جو انبیاء کے نقش قدم پر کاملاً چل کر انابت الی اللہ حاصل کر لیتے ہیں ان کا اوڑھنا بچھونا خلق خدا کی ہدایت ہوتا ہے صلحائے امت کی پیروی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ،

واتبع سبیل من اناب الیّ ،

یہی انابت الی اللہ اور رجوع الی الحق ہے جس کے باعث ایسے اولیائے امت کی صحبت سے بقول حضرت شیخ لاہوری قدس سرہ العزیز زندگی بھی محمود اور موت بھی محمود بن جاتی ہے شیخ طریقت مخدوم العلما حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب بہلوی قدس سرہ العزیز دنیا سے کیا رخصت ہوئے اپنے ہزاروں وابستگان کو زبان حال سے پیغام دے گئے ،

ہمارے بعد اندھیرا رہیگا محفل میں
گرچہ بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اے بچے ! اللہ والے دنیا سے رخصت ہو جایا کرتے ہیں اپنا بدیل نہیں چھوڑ جاتے جو کچھ مجھ سے حاصل کرنا ہے کرلو پھر افسوس اور حسرت ویاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا ،،

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے [illegible] جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

حیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بہلوی رح خلق میں جو محبوبیت عامہ اور قبولیت تامہ کی خلعت سے سرفراز فرمایا وہ خداداد نعمت تھی ، مخلوق خدا کو آپ کی ذات سے خاص کشش تھی ، آپ کی روحانی مقناطیسی قوت سے در اقدس پر سالکین کا ہر وقت انبوہ کثیر لگا رہتا تھا ، اس قحط الرجال دور میں جبکہ اہل اللہ ایک ایک کر کے اٹھتے جا رہے ہیں آپ کی دلکش شخصیت مرجع خلائق عام وخاص تھی ، آپ کی سادہ مزاجی ، منکسر ، حلیم ، فیاض طبیعت نے مخلوق خدا کے قلوب کو مسخر کر دیا تھا ،

آپ روایتی سید زادہ ، پیر زادہ ، یا خانقاہ کے گدی نشین ، یا معروف سجادہ نشین نہیں تھے ، مگر جب اس مرد درویش کا جنازہ اٹھا تو شجاع آباد کی تاریخ میں ایسا عظیم الشان جنازہ نہیں دیکھا اور جنازہ میں اکثریت علماء صوفیاء اور متدین لوگوں کی تھی وہ منظر بھی عجیب تھا جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی موجودگی میں بقیۃ السلف امیر العلماء حضرت درخواستی دامت برکاتہم عالیہ اشکبار آنسو سے فرما رہے تھے کہ ” مجھے حضرت شیخ بنوری رح کی وفات کے بعد شدید صدمہ ہوا ہے ، وفات سے پہلے آپ کی زبان بند ہو گئی مگر جب روح پرواز کرنے لگی تو قلب اطہر سے ” اللہ ، اللہ ، کی آواز صاف سنائی دینے لگی وفات کے بعد چہرۂ انور سے خاص انوار نظر آ رہے تھے ایسے معلوم ہوتا تھا آپ لقاء محبوب کے اشتیاق میں مسکرا رہے ہیں جیسے اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

وفات سے پہلے زندگی کے آخری ایام میں اکثر گریہ طاری رہتا تھا ، آپ ہر آنے جانے والے کو فرماتے اے بچے ! میرے حسن خاتمہ کی دعا کرنا ،، آپ اکثر ترحیہ یا نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ،، بھائی میرے حسن خاتمہ کی دعا کرنا کیا مجھے مسجد میں نہیں بٹھلایا ؟ قرآن نہیں پڑھوایا ؟ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ نہیں دکھلایا مگر پھر بھی خاتمہ کے بارے میں ڈرتا رہتا ہوں دعا کیا کرو میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے ،،

، کسی نے عرض کیا حضرت ڈاکٹروں نے آپ کو میٹھی چیز سے منع کیا ہوا ہے آپ مسکرا کر فرمانے لگے اگر مدینہ کی کھجوروں سے میرے جسم میں شوگر بڑھتی ہے تو بڑھنے دیں ۔ آپ نے ضعیفی اور بڑھاپے کے عالم میں سات حج اور ایک عمرہ ادا کیا ،،

آپ فرماتے تھے کہ اس ضعیفی میں محض اس لئے حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا ، شاید میری قبر مدینہ میں نصیب ہو جائے مدینہ منورہ کے ادب کی بہت تاکید فرماتے تھے ، حجاج کو مدینہ منورہ میں بدنگاہی سے

سے بچنے اور مدینہ منورہ کے باشندوں سے
ادب سے پیش آنے کی تاکید فرماتے تھے
ایک دفعہ منیرہ نے عرض کیا کہ حضرت! میں
نے پاسپورٹ بنوالیا ہے میں مدینہ منورہ
میں اقامت اختیار کرنا چاہتا ہوں آپ نے
فرمایا ''بچہ ارادہ نیک ہے، مبارک ہے مگر
میں مدینہ منورہ کی اقامت بوجہ ادب پسند
نہیں کرتا، تو بڑا نیک ہے دو مہینے ادب
کریگا، چلو زیادہ نیک ہے تین مہینے ادب
کریگا، پھر جتنے قدر اقامت بڑھتی جائیگی
محبت اور ادب ختم ہوتا جائیگا''
ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا
عبدالغفور عباسی مدنی خلیفہ قطب زماں
مولانا فضل علی قریشی رحمہ کے پاس تشریف
لے گئے، مولانا مدنی کی خدمت اقدس میں
تقریباً چالیس کے قریب علمائے بنگال موجود
تھے قرآن مجید کی آیت شریفہ اذ قال
اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک
میں اشکال پیش کیا حضرت مولانا مدنی
نے حضرت مرشدی کو فرمایا اس اشکال کو
آپ رفع فرمائیں، کیونکہ ایک ماہ سے اشکال
کا دفعیہ نہیں ہورہا تھا، آپ نے تقریباً
ایک گھنٹہ سے زیادہ محققانہ طریق سے
آیت مذکورہ کی تفسیر ایسے مربوط طریقے
سے بیان فرمائی علماء دنگ رہ گئے پھر
آپ نے علماء سے پوچھا اگر کوئی اشکال
رہ گیا ہو تو بتائیں، بحمد اللہ تمام علماء
مطمئن ہوگئے، اس کے بعد تمام علماء حرم
نبوی میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر
تقاریر تصوف سنتے رہے اس اثنا میں
محدث عصر بقیۃ السلف حضرت مولانا
محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنی
قیام گاہ میں لے گئے آپس میں علمی و روحانی
مذاکرات فرماتے رہے حضرت مولانا محمد
یوسف بنوری رحہ نے بڑی ضیافت فرمائی۔
اور خدمت سے پیش آتے رہے، حکیم الامت
تھانوی رحہ کے بہت مداح اور آپ کی تعلیمات
سے بہت متاثر تھے حضرت محدث کبیر مولانا
انور شاہ صاحب کشمیری رحہ سے تلمذ خاص رہا
اور دورہ حدیث بھی دارالعلوم دیوبند سے
حضرت شاہ صاحب سے پڑھا حضرت شیخ
الہند رحہ سے چند دن اسباق پڑھے،
آپ کی سادگی علم بردباری اخلاق سے
ہر نووارد متاثر ہوتا تھا، آپ کی سادگی اخلاق
شفقت ملاطفت سے ایسے معلوم ہوتا تھا
جیسے آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے
آپ کا وجود اطہر سید الکونین صلی اللہ
علیہ وسلم کی اتباع انک لعلی خلق
عظیم کے نقش قدم پر تھا، جماعت
کا کوئی فقیر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی کتنا
ہی عظیم نقصان کر دیتا آپ کی طبیعت مبارکہ
سر تا پا جمال کبھی ترش روئی سے پیش نہ آتی
بندہ آخری ملاقات کے لئے حاضر ہوا چالیس
پچاس مہمان دور دراز کے مہمان خانہ پر
حاضر تھے، علالت کی وجہ سے پردہ کرا کر
دولت خانہ پر بلوایا، آپ نے فرمایا مجھے
اٹھاؤ تکیہ کا سہارا لیکر بیٹھ گئے، فرمایا
او بچے! قرآن نہ چھوڑنا، سنت کے مطابق
زندگی بسر کرنا، اگر خدانخواستہ زندگی میں
مجھ سے کوئی عمل قرآن و سنت کے خلاف بھول
چوک میں سرزد ہوگیا ہو تو مجھے بھولا ہوا
قرار دینا، اگر خود قرآن و سنت کو نہ چھوڑنا
میرے حسن خاتمہ کی دعا کرنا، آپ کو سلسلہ
عالیہ نقشبندیہ سے خاص پیار تھا''
اصلاح اخلاق اور ترک بدعات کی طرف نہایت
شائستگی سے اصلاح کی ترغیب دیتے تھے
۔ وفات کے بعد قاری محمد سلیم صاحب خان
گڑھی نے خواب دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ
ایک ٹیوب ویل لگائے مصلی پر تسبیح پڑھ رہے
ہیں، ٹیوب ویل چل رہا ہے اور اس کا پانی
دور دور تک پھیلا ہوا ہے، قاری صاحب
فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت! آپ
اب نماز پڑھیں گے؟ جواب دیا اگر اللہ نے
چاہا تو پڑھوں گا میں نے عرض کیا کہ کوئی
نصیحت فرمادیں، فرمایا کسی مخلوق کو اپنے
سے برا نہ سمجھنا، اور اپنے آپ کو کسی سے
اچھا نہ سمجھنا، بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں
پر ناراض نہ ہونا میں نے عرض کی کوئی اور
نصیحت فرمائیں''، فرمایا میں موت کی تلخی
سے سب کچھ بھول گیا ہوں''
الحمد للہ، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فیض
روحانی ملک کے دور دراز علاقوں تک
پھیلا ہوا ہے آپ کے جانشین صاحبزادے
عبدالحی صاحب مدظلہ سلسلۂ نقشبندیہ
کی بڑی محنت اور جانفشانی سے اشاعت
کر رہے ہیں، پچھلے سال حج کے موقعہ پر بقیۃ
السلف حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ
نے سلسلہ چشتیہ میں خلافت عطا فرمائی
• اللہ تعالیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیض
کو تا ابدالآباد جاری و ساری رکھے آمین

'' '' '' '' '' ''

عظمتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

حافظ عزیز الرحمن خورشید
بھیرہ، سرگودھا

مسلمانوں کے پاس حق اور باطل کا قطعی معیار قرآن کریم ہے جس کی روشنی میں نہ صرف سابقہ انبیاء و اقوام کے حالات سامنے آتے ہیں بلکہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد کے مسلمانوں کے حالات اخلاق و کردار کی ناقابل تردید تصویر بھی سامنے آجاتی ہے جس سے ان بہت سی تاریخی روایات کے صدق و کذب کی حقیقت سامنے آجاتی ہے قرآن کریم نے بلاتخصیص صحابہ کو بہترین جماعت قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔

آل عمران ع ۱۲

ترجمہ: تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر"

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے تؤمنون باللہ اللہ پر ایمان لانے میں اس کی توحید پر اس کے رسولوں پر اور کتابوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ توحید خالص و کامل کا اتنا شیوع و اہتمام کبھی کسی امت میں نہیں رہا جو بحمد اللہ اس امت میں رہا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس امت خیر الامم میں شامل ہو۔ چاہئے کہ اللہ کی شرط پوری کرے یعنی امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ، جس کا حاصل یہ ہے کہ خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرنا تو خدا نے ہر طریق پر حضرات صحابہ کرام کو ممتاز فرمایا، آخرت کے بارے میں بھی بذریعہ قرآن عزیز اعلان فرما دیا،"

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ" التحریم ۲۲

ترجمہ، جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اسکے ساتھ

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا" یعنی نبی کا تو کہنا کیا اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل نہ کریگا بلکہ نہایت اعزاز و اکرام سے فضل و شرف کے بلند مناصب پر سرفراز فرمائیگا،"

قرآن عزیز میں متفرق و متعدد مقامات پر خداوند کریم نے صحابہ کرام کی عظمت بیان فرمائی ہے چند آیات کریمہ ملاحظہ فرماویں"

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا (الآیۃ، الفتح ع ۴)

ترجمہ،" محمد، رسول اللہ کا" اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں، تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈھتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی،"

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کی تشریح یوں فرمائی ہے، یعنی کافروں کے مقابلے میں سخت مضبوط اور قوی جس سے کافروں پر رعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے، اپنے بھائیوں کے ہمدرد مہربان ان کے سامنے جھکنے والے اور تواضع و انکساری سے پیش آنیوالے نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں جب دیکھو رکوع و سجود میں پڑے ہوئے ہیں اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفہ عبودیت ادا کر رہے ہیں، ریا و نمود کا شائبہ نہیں بس اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش ہے"

صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام کی ذات پر بھرپور یقین تھا اور حضور علیہ السلام کو صحابہ پر اعتماد تھا، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرمؐ نے اپنے فرمان کے ذریعہ لوگوں کو صحابہ کے مقام سے آگاہ فرمایا،"

(۱) حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا" میرے صحابہ کو برا نہ کہو اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے احد

پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابی کے ایک مد یا آدھے مد کے ثواب کے برابر بھی اس کا ثواب نہ ہوگا، (بخاری و مسلم)

۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مسلمان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئیگی جس نے مجھے دیکھا، یا اس شخص کو دیکھا ہو جس نے مجھے دیکھا،، (ترمذی شریف)

۳) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے ڈرو اور پھر خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے معاملے میں، میرے بعد تم ان کو نشانہ مطاعن نہ بنانا، جو شخص ان سے محبت کرتا ہے میری محبت کے سبب ان کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے مجھ سے دشمنی کے سبب ان کو دشمن رکھتا ہے (مقصد ارشاد نبوی یہ ہے کہ ان سے محبت و دشمنی مجھ سے محبت و دشمنی ہے) اور جس شخص نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا کہ خدا کو اذیت پہنچائی اور جس نے خدا کو اذیت پہنچائی خدا اس کو عنقریب ہی پکڑ لیگا، (ترمذی شریف)

۴) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو برا کہتے ہیں تو تم کہو کہ خدا کی لعنت ہو تمہارے اس برے فعل پر، (ترمذی)

۵) میرے اصحاب میری امت کیلئے امن کا سبب ہیں — (مسلم شریف)

۶) میرے صحابہ کی مثال میری امت میں ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک، ،کھانا بغیر نمک کے بے مزہ ہوتا ہے)

۷) — میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے،

یہ ارشادات نبویہ جو حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف سے نقل کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے،

۱۔ صحابی رسول کی معمولی سی نیکی عام مسلمان کی بڑی سے بڑی نیکی سے افضل ہے

۲۔ صحابی کی صورت دیکھنے سے مسلمان پر دوزخ کی آگ حرام ہوتی ہے،،

۳۔ جس شخص کو صحابہ سے محبت ہوگی اسے حضور علیہ السلام سے بھی محبت ہوگی اور جس کو صحابہ سے بغض ہوگا اسے حضور اکرم سے بھی بغض ہوگا اور جس دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض ہوگا اس دل میں اللہ کا بغض ہوگا،،

خلاصہ یہ ہوا کہ صحابہ سے بغض رکھنے والا نہ تو حضور علیہ السلام سے محبت کرسکتا ہے اور نہ اللہ کا بندہ کہلا سکتا ہے بلکہ بغض صحابہ کا نتیجہ اللہ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ہے،،

۴۔ صحابہ کرام کو یا کسی ایک صحابی کو برا کہنا یا ان کے کسی عمل پر اعتراض کرنا درست نہیں اگر کوئی بدبخت ایسی حرکت کرے تو اس پر اللہ کی طرف سے پھٹکار پڑتی ہے

۵۔ صحابہ کا وجود مسعود دنیا کے واسطے باعث رحمت اور باعث امن ہے،،

۶) جس طرح کھانا بغیر نمک بدمزہ ہوتا ہے اسی طرح ایمان بغیر محبت صحابہ کے بدمزہ ہوتا ہے،،

۷) آسمانی ستاروں میں بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے ہوتے ہیں حضور کے صحابہ میں مرتبہ کے لحاظ سے بڑے بھی ہیں اور چھوٹے بھی مسافر اپنی منزل ان تاروں کے ذریعے تلاش کرتا ہے، دین کی منزل تلاش کرنے کے لیے آسمان نبوت کے تاروں کو دیکھو، آسمان کے تارے چاہے چھوٹے ہوں چاہے بڑے کوئی تارا سیاہ نہیں اسی طرح اصحاب رسول میں مرتبہ کے لحاظ سے بڑے ہوں یا چھوٹے کوئی صحابی گمراہ نہیں اور جو اس قسم کا تصور رکھتا ہے وہ خود ایمان سے محروم ہے،،

ان ارشادات ربانی اور فرمودات مصطفوی سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ افضل الخلائق ہیں کوئی دوسرا ان سے افضل نہیں ابراہیم بن سعید جوہریؒ نے حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے افضل ہونا تو کجا،،

حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کی عظمت اس طرح بیان فرمائی ہے،

،، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں اس درجہ کاملیت اور فنائیت نصیب ہوئی تھی کہ حضور علیہ السلام نے انکو باقی امت کے لئے معیار حق قرار دیا،،

اور ان کے طریقے کی پیروی کو اپنے طریقہ مقدسہ کی پیروی کے لئے واسطہ بنایا چنانچہ ایک مہتم بالشان عظیم القدر پیش گوئی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"میری امت ۷۳ گروہ میں تقسیم ہو جائیگی جن میں سے سوائے ایک گروہ کے باقی سب جہنم میں جائیں گے اصحاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہونگے"

اس حدیث کی تشریح حضرت مجدد الف ثانی رح نے اس طرح فرمائی کہ ۷۳ فرقوں میں سے ہر فرقہ اتباع شریعت کا مدعی ہے اور اپنی نجات پر جزم رکھتا ہے، لیکن وہ دلیل جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان متعدد فرقوں میں سے ایک نجات پانے والے فرقہ کی پہچان کے لئے دی ہے یہ ہے،

الذین ما انا علیہ واصحابی"

یعنی فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو میرے طریقہ پر اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہونگے"

اور صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کافی ہونے کے باوجود اس مقام پر اصحاب کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے تاکہ لوگ جان لیں کہ اصحاب کا طریقہ میرا ہی طریقہ ہے اور نجات کا راستہ ان کی پیروی کے ساتھ وابستہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ،

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جو شخص رسول اللہ کی پیروی کریگا اس نے اللہ کی پیروی کی، پس اطاعت رسول بالکل اطاعت حق ہے اور اطاعت رسول نہ کرنا عین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سرور کائنات کے اصحاب کی پیروی کو لازم پکڑنے والے اہلسنت والجماعت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے پس اہلسنت ہی نجات پانیوالا فرقہ ہے، کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو طعن کرتے ہیں وہ ان کی پیروی سے محروم ہیں، اور اصحاب پر طعن کرنا دراصل پیغمبر خدا پر طعن کرنا ہے، جس نے اصحاب کی عزت نہ کی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا، اور نیز جو شریعت قرآن وحدیث کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہے وہ صحابہ کرام کے پہنچانے کی وجہ سے ہے تو جب وہ قابل طعن ہو جائیں تو جو انہوں نے پہنچایا ہے بلکہ تمام اصحاب عدالت سچائی اور تبلیغ میں برابر ہیں پس ان میں سے کسی ایک پر طعن کرنا دین پر طعن کرنا لازم آئے گا، العیاذ باللہ

مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ج ۱)

حضرت شیخ العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے ایک مقالہ میں حضرات صحابہ کرام کی عظمت اس طرح بیان کی -

" دنیا کا ایک معروف قاعدہ ہے کہ اگر کسی خبر کو رد کرنا ہو تو اس کے راویوں کو جرح وقدح کا نشانہ بناؤ، ان کی سیرت و کردار کو ملوث کرو اور ان کی ثقاہت و عدالت کو مشکوک ثابت کرو، صحابہ کرام چونکہ دین محمدی کے سب سے پہلے راوی ہیں اس لئے چالاک فتنہ پردازوں نے جب دین اسلام کے خلاف سازش کی اور دین سے لوگوں کو بدظن کرنا چاہا تو ان کا سب سے پہلا ہدف صحابہ کرام تھے چنانچہ تمام فرق باطلہ اپنے نظریاتی اختلافات کے باوجود جماعت صحابہ کو ہدف تنقید بنانے میں متفق نظر آتے ہیں ان کے سیرت و کردار کو داغدار بنانے اور ان کی شخصیت کو نہایت گھناؤنے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی اور ان کے اخلاق و اعمال پر تنقیدیں کی گئیں ان پر مال و جاہ کی حرص میں احکام خداوندی سے پہلوتہی کرنے کے الزامات لگائے گئے ان پر خیانت، غصب، کنبہ پروری، اقربا نوازی کی تہمتیں لگائی گئیں اور غلو و انتہاپسندی کی حد ہے کہ جن پاکیزہ ہستیوں کے ایمان کو حق تعالیٰ نے "معیار قرار دیکر ان جیسا ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی تھی"

امنوا کما امن الناس" ان ہی کے ایمان و کفر کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا اور تکفیر تفسیق تک نوبت پہنچا دی گئی جن جانبازوں نے دین اسلام کو اپنے خون سے سیراب کیا تھا انہی کے بارے میں چیخ چیخ کر کہا جانے لگا کہ وہ اسلام کے اعلیٰ معیار پر قائم نہیں رہے تھے اور جن مردان خدا کے صدق و امانت کی خدا تعالیٰ نے گواہی دی تھی،

رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا"

یہ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو عہد انہوں نے اللہ سے باندھا بعض نے جان عزیز تک اسی رستہ میں دیدی اور بعض اس کے منتظر ہیں اور ان کے عزم و استقلال میں ذرا بھر تبدیلی نہیں ہوئی"

لوگ اگر صحابہ کے بارے میں ان بیہودہ اور لغو نظریات کو قبول کر لیتے تو قرآن و حدیث

پر سے دنیا کا اعتماد اٹھ گیا ہوتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اعلان فرما دیا تھا،،
واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون
اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہیگا خواہ کافروں کو ناگوار گذرے۔
یہی وجہ ہے کہ خداوند قدوس نے دوسری جگہ اعلان فرمایا،،
اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان
وایدھم بروح منہ،
الغرض، قرآن وسنت اور اجماع امت کے مطابق صحابہ کرام افضل اور اکمل ہیں، ان کے ایمان میں شک کرنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے، خداوند کریم ان قدوسیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمادے،
آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید المرسلین

فتنۂ تصویر

عبدالواحد بیگ
مرحوم پنیر ملتان

آج ایک ڈپو ہولڈر کی زبانی یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ ڈپوسے آٹا چینی حاصل کرنے کیلئے شناختی کارڈ دکھلانا بہت ضروری ہوگیا ہے جب کہ ملک کی اکثر آبادی بوجوہ ابھی تک مکمل طور پر شناختی کارڈ نہیں بنوا سکی سچے مسلمان تو فوٹو کے شرعی فیصلہ اور فرامین نبوی کے تحت تصویر کھینچوانا گناہ سمجھتے ہیں

عموماً مسلمان جانتے ہیں کہ ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار کرنے والی قوم حیلوں بہانوں اور تاویلات کے ذریعے احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرنے کی پاداش میں بندر بنادی گئی تھی۔

العیاذ باللہ،،
"اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان کے مؤقر رکن علامہ سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ تصویر کھچوانے کے خلاف تھے اور اسے اسلامی تعلیمات کے خلاف سمجھتے تھے، ایک مرتبہ سعودی عرب، مصر، شام کے علماء کراچی میں شیخ بنوری کے مدرسے میں حاضر ہوئے شیخ کے ساتھ گروپ فوٹو کی کوشش کی شیخ بنوری نے برملا اظہار حق فرمایا اور انہیں بتایا کہ یہ شرعاً ناجائز ہے لہذا میں تصویر نہیں کھچواتا"
(خدام الدین سید بنوری نمبر صـ۲۵۲)
فاران کراچی کے ماہر القادری لکھتے ہیں کہ مولانا مرحوم نیوٹاؤن کی جس دیدہ زیب مسجد کے متولی اور مدرسہ عربیہ کے مہتمم تھے وہ مدرسہ اور مسجد دونوں عمارتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، میں نے ایک بار دیکھا کہ امریکے کے سیاح مسجد کے فوٹو اتار رہے ہیں مگر پھر انہیں ممانعت کردی گئی
، سید بنوری نمبر صـ۳۵۲،

"یہ حقیقت ہے کہ انسان کی تباہی میں شریک فتنۂ رُخ ہی نہیں فتنۂ تصویر بھی ہے
(ماہر القادری)

الغرض — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ — اور پھر — مستقل نافرمانی
یہ محبت نہیں —
انکار ہے

آج کل فوٹو اور تصاویر کا رواج عام ہو رہا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو اس کی شرعی حیثیت سے آگاہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق کیا فیصلہ دیا ہے۔
"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری)

اسلام کا نظام ملازمت

حکومت اور ملازم ——— اسلامی قوانین کی پابندی سے بہتر معاشرہ قائم کر سکتے ہیں

ملازم کے جملہ حوائج پورے کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے

گل شاہ ضیف خان سالک (پشاور یونیورسٹی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ——— امابعد

کسی بھی دائرہ حکومت میں سروس سسٹم (service system) کیلئے حکومت اپنی جملہ توجہ پوری طرح سے مرکوز کرنا پڑتی ہے، لیکن دور جدید کے جملہ قوانین وضوابط اس سلسلے میں بالکل ناکام اور نارسا معلوم ہوتے چلے آرہے ہیں، جبکہ اس کا زیادہ تر اثر فرد کی بجائے معاشرہ پر ہوتا ہے جس سے اجتماعی زندگی کو خطرات کے سیلاب سے دوچار ہونا پڑتا ہے،

اس طرح کئی ممالک کے زمام کار اقتدار کی قسمتوں کو بدل ڈالتے ہیں، لیکن اگر اسلام اور اس کے اصول ملازمت کو زندگی کے عمل کا محور بنا دیا جائے تو ہمیں ایک صحت مند اور مستحکم معاشرہ کے وجود کے ساتھ ہی اپنے اقتصادی اور معاشی امور کی کامیاب کڑیاں ضرور نظر آئیں گی، جسکے نتائج سے آراستہ ہونے کے لئے پوری دنیا تڑپ رہی ہے، حکومت کو اپنے نظام عمل میں اسلام کے جملہ اصول وضوابط اور اسلامی ادوار کے طریقہ کار کو اپنانا نہایت ضروری ہے، کارخانہ کار کے لئے دیانت دار اور ذمہ دار اشخاص کے انتخاب سے یہ نظام پوری مضبوطی و استحکام سے چلایا جا سکتا ہے، خود خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی اسلامی ریاست تشکیل دینے میں انہی اصولوں کو بنیادی عمل قرار دیدیا،

دور نبوت کے تشکیل شدہ حکومت میں ہمیں وزارت، سفارت، اور قضاء سے لیکر دفاع، تعلیم، صحت، اور دیگر ضروری امور کے لئے عہدیداروں کی تقرری نظر آتی ہے، لیکن اسلام میں ملازمت کو جاہ ومنفعت کا مقام نہیں بلکہ ذمہ داری، مشقت، اور خدمت الناس کا درجہ دیا جاتا ہے،

یہی وجہ ہے کہ سرور کونین[1] نے ہر ذمہ دار والی حکومت کے متعلق فرمایا کہ

ما من امیر یلی امر المسلمین ثم لم یجھد لھم وینصح الا لم یدخل الجنۃ معھم

صحیح مسلم،

یعنی جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا جائے اور وہ ان کے لئے خیرخواہی اور جہد نہ کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا،

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درشت مزاج اور تندخوئی رویہ کے حاکم کے متعلق فرمایا،

ان شر الرعاۃ الحطمۃ[2]، یعنی بدترین حاکم حقوق پامال کرنے والا ہے،

اسلئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بدخواہ اور نیک خواہ حاکم کے متعلق فرمایا کہ، اے اللہ، جو شخص میری امت کی ذمہ داری کا دل بن جائے اور ان کو مشقت میں ڈال دے تو تو بھی انہیں مشقت میں ڈال دے، اور جو نرمی کا معاملہ کرے تو بھی ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کر[3]

اسلام نے حاکم اعلیٰ کی رعیت کی خیرخواہی کو اہم فریضہ ٹھہرایا ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ اپنے ایک مکتوب میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھتے ہیں کہ

ان اسعد الرعاۃ عند اللہ من سعدت بہ رعیتہ وان اشقی الرعاۃ من شقیت بہ رعیتہ

[1] صحیح مسلم، [2] صحیح مسلم، [3] کتاب الخراج امام ابو یوسفؒ

یعنی سب سے زیادہ خوش قسمت حاکم
خداوند تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس سے
اللہ تعالیٰ کی رعیت سعادت پائے اور سب
سے زیادہ بدبخت حاکم وہ ہے جس سے
اسکی رعیت شقاوت پائے،

اعلیٰ دیانت دار اور محنتی مزدور کی حوصلہ افزائی
کرنا نہایت ضروری ہے، اسکی تنخواہ کو اس
معیار سے زیادہ کرنا اور اسے تعریفی سند
دینا بھی ضروری ہے، جیسا کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کارکن کے بارے
میں جس نے بعض مواقع پر اپنے کام کو بڑی
عمدگی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا تھا
بعد میں آنے والے امراء کو اس سے حسن
سلوک کی وصیت کی بلکہ آپ نے اسے
ایک دستاویز عنایت فرمائی تھی،

طبقات ابن سعد میں ہے کہ وہ شخص حضرت
عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے تک زندہ رہے
اور اس پورے عرصہ میں خلفاء سے اپنا وظیفہ
وصول کرتے رہے (التراتیب الادارية)

اسلام نے کارکنوں کی معاشی ضروریات
کی تکمیل کے لئے معاوضہ بھی مقرر فرما دیا
ہے جیسا کہ حضرت علی نے ایک عامل کو
حکم دیا تھا کہ سرکاری ملازموں کو پورا
معاوضہ دیا جائے کیونکہ یہ چیزیں کارکنوں
کو اپنے حالات درست رکھنے میں مدد
دیں گی، اور انہیں زیر تصرف اموال پر دست
درازی کرنے سے بے نیاز کردیگی اور اگر اس
کے بعد وہ تیرے حکم کی خلاف ورزی کرینگے
یا تیری امانت میں خیانت کرینگے تو تیری
طرف سے ان پر حجت قائم ہو جائیگی،

کتاب الخراج کے سرنامہ میں امام ابو یوسفؒ
کا ایک خط ہارون رشید کے نام ذکر کیا گیا ہے
جسمیں قاضی امام ابو یوسف نے بادشاہ وقت
ہارون رشید کو لکھا ہے کہ،

"بہتر یہ ہے کہ آپ نیکوکار، پاکیزہ دامن
اور قابل اعتماد افراد کی ایک جماعت ملک
میں پھیلائیں، جو شہروں اور قریوں میں
جاکر عمال ریاست اور ان کی کارگذاریوں
کی تفتیش کرے، پھر جب آپ کو کسی
والی یا حاکم کے بارے میں یہ اطمینان ہو جائے
کہ وہ ظلم اور تعدی اور دست درازیاں کرتا
ہے رعایا کی دیکھ بھال کے بارے میں آپ
کے ساتھ بدعہدی کرتا ہے سرکاری اموال
کا غبن کرتا ہے یا حرام خوری پر اتر آیا ہے
یا اس کے چال چلن میں خرابی ہو گئی ہے
تو اس کے بعد آپ کے لئے اسے بطور حاکم
استعمال کرنا، رعیت کے کسی کام کا ذمہ
دار بنانا، اسے امور مملکت میں شریک بنانا
حرام ہے، بلکہ ایسے بدطینت شخص کو
آپ کیفر کردار تک پہنچائیں، اور اسے
ایسی سخت سزائیں کہ دوسرے جو ابھی تک
ان خرابیوں میں ملوث نہیں ہوئے اسے
دیکھ کر عبرت پذیر ہوں، البتہ مظلوم
اور بے گناہ کی آہوں سے بچتے رہیں
ان کی دعائیں اور آہیں بارگاہ ایزدی
میں مستجاب و مقبول ہیں"،

اسلام نے خدمت گذار ملازمین کے لئے
پنشن بھی صلہ میں دیئے ہیں، چنانچہ الادارہ
الاسلامیہ میں ص۱۵ پر ہے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمدان کے ایک شخص
قیس بن مالک کو اس کی قوم پر عامل مقرر کیا
تو آپ نے اس کا وظیفہ مقرر فرمایا، اور
مستقل طور پر دو سو صاع سالانہ کشمش کی
اور دو سو صاع سالانہ جو اور انجیر بطور صلہ
عطا کئے یہ صلہ عرصہ حیات تک نہیں بلکہ ان
کے بعد اس کے ورثا کو بھی ملتا رہا،

سرکاری ملازمین کے لئے حکومتی اشیاء ذاتی
تصرف میں لانا جائز نہیں اور نہ ان سے کوئی
استفادہ حاصل کرنے کے مجاز ہیں،
چنانچہ قاضی امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج
میں اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ایک
غلام بلا اجازت ڈاک کے جانور پر ایک
شخص کو سوار کر کے لایا، تو آپ نے اسے بلایا
اور کہا کہ جب تک تو اس کا کرایہ بیت المال میں
جمع نہیں کریگا یہاں سے نہیں ہل سکتا"،

"ملازم کے انتخاب سے متعلق حضرت علی نے
اشتر نخعی کو ولایت مصر پر مامور کرتے ہوئے
لکھا"
کہ عمال کی کارروائیوں پر کڑی نگاہ رکھنا کسی
عامل کو دوستی اور غرض مندی کی بناء پر مقرر
نہ کرنا بلکہ امتحان اور آزمائش کے ذریعے سے
اس کا انتخاب کرنا"

اسلام نے حکومتی عہدیداروں اور ملازموں
پر رشوت ستانی سے احتراز کرنے پر زور دیا ہے
حضور پاک کا ارشاد مبارک ہے کہ،

الراشی والمرتشی کلاھما فی النار

"رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں"
چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمال
اور حکام کیلئے "ہدایا" کو بھی خیانت میں شمار
کیا"، **ھدایا العمال غلول**،

درحقیقت آج بیروزگاری، جہالت اور معاشرتی
بدحالی کا واحد سبب اسلام کے بتائے ہوئے

(باقی ۲۸ پر)

اسلام اور جدید میڈیکل سائنس

ڈاکٹر ناھد الحق فریدی

وضو کے طبی فوائد

وضو کا ذکر قرآن مجید موجود ہے اور وضو کی فضیلت و ترغیب کی کئی احادیث نبوی موجود ہیں، ہر نماز کے لئے تازہ وضو زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

ہماری اس فضا میں کروڑوں کی تعداد میں جراثیم اور دوسری مضر صحت اشیاء موجود ہیں۔ زمین کے نزدیک زیادہ کثیف ہوا ہے جوں جوں زمین سے دور ہوتے جائیں ہوا لطیف ہوتی جاتی ہے کیونکہ ہوا کی تمام کثافتیں زمین کے نزدیک ہی ہیں اور ہم بھی زمین پر رہائش پذیر ہیں اسلئے یہ تمام کثافتیں ہمارے بدن اور کپڑوں سے ٹکراتی ہیں اور ہماری جلد پر لاکھوں کی تعداد میں جراثیم موجود ہیں لیکن عام حالات میں نظام قدرت کی وجہ سے یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے مگر ہمارے حفاظتی خول یعنی جلد میں خراش آجائے تو یہ فوراً دھاوا حملہ کر دیتے ہیں اس کے علاوہ یہ جسم کے دوسرے کھلے سوراخوں میں سے حملہ آور ہو سکتے ہیں۔

لیکن اگر ہم پانچ وقت یا اس سے زیادہ دفعہ وضو کرتے رہیں تو ہمارے جسم کے کھلے حصے دھلنے کی وجہ سے کافی حد تک جراثیم اور گرد وغیرہ دور ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ہی ہمارے کھلے سوراخوں آنکھ، ناک، کان، وغیرہ کی بھی صفائی ہو جاتی ہے اس سے کافی حد تک انسان بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

نماز کے طبی فوائد

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فویل للمصلین ہ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ہ الذین ھم یراؤن ہ (ماعون پ۳۰)

ترجمہ، ان لوگوں کی حالت حد درجہ افسوسناک ہے جو اپنی نماز سے بے خبر و بے نیاز ہیں، وہ جو دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں،

ان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعھم و اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلاً (النساء پ۵)

ترجمہ، منافق دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود دھوکے میں مبتلا ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں (جیسے کوئی مارے باندھے کھڑا ہو جائے) محض لوگوں کے دکھانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور بالکل ہی کم اللہ کا ذکر کرتے ہیں،

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر (پ۲۱) ترجمہ بیشک نماز برے کاموں اور بے حیائی سے روکتی ہے،

اوپر کی آیات میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ دل سے نماز نہیں پڑھتے، انکی نماز میں خشوع اور خضوع بالکل ناپید ہوتا ہے اسی لئے انہیں نماز سے نہ تو دنیا کا کوئی فائدہ ہوتا ہے نہ ہی دین کا،

تیسری آیت میں بڑے دعوے سے ذکر کیا گیا ہے کہ نماز برے کاموں اور بے حیائی سے روکتی ہے، اسلام کے نزدیک برا کام وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا، یا رسول اللہؐ نے منع فرمایا،

مثال کے طور پر اسلام میں جو چیزیں حرام ہیں بے شک نماز ان تمام چیزوں سے روکتی ہے انکا مختصر ذکر پہلے آچکا ہے کہ ان حرام اشیاء کے کتنے نقصانات ہیں جب نماز ان تمام حرام اشیاء سے روکے گی تو انسان خود بخود ان چیزوں کے نقصانات سے بچ جائیگا۔

بے حیائی اور چند دوسرے برے کام جنکا معاشرے میں برا اثر پڑتا ہے، مثلاً رشوت چور بازاری، سود وغیرہ، جب نماز ان تمام کاموں سے روکے گی تو ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آئیگا، لیکن یہ تمام فائدے حاصل کرنے کے لئے نماز میں دل لگانا، اطمینان اور سکون سے نماز پڑھنا، اور اخلاص نیت کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے،

ان فی الصلوٰۃ شفاء۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ، نماز میں شفاء ہے،

نماز بہت سی بیماریوں سے بچاتی ہے بلکہ بہت سی

بیماریوں کا علاج ہو جاتا ہے "،

سکونِ قلب

اس وقت عالم انسانی کا سب سے بڑا مسئلہ سکون ہے، جسکی تلاش میں اس وقت امیر ترین انسانوں کی اولاد ہپی بن کر نکلی ہوئی ہے — لیکن ابھی تک اسے حاصل نہیں کر سکی، جس کسی کو سکون نہ ہو، اسکی بیماریوں اور تکالیف کا حال آپ پہلے پڑھ چکے ہیں،

ذکر اللہ اور اللہ کی عبادات میں جو سکون حاصل ہوتا ہے وہ دنیا میں کہیں بھی حاصل نہیں ہو سکتا، آزمائش شرط ہے

جسمانی ورزش اور کیسٹرول کی زیادتی کا علاج

مشہور قول ہے کہ جس نے ورزش کے لئے وقت نہ دیا اسے بیماری کے لئے وقت دینا پڑے گا "،

کولیسٹرول کی زیادتی سے نجات کا بڑا ذریعہ ورزش ہے اور ورزش کے لئے ضروری ہے کہ بلا ناغہ کی جائے، ہم جتنی دفعہ کھانا کھاتے ہیں کولیسٹرول کی مقدار خون میں زیادہ ہو جاتی ہے اگر اسے مناسب سطح پر نہ لایا جائے تو یہ شریانوں میں تیزی سے جمنا شروع ہو جاتی ہے اسے کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جتنی دفعہ کھایا جائے اتنی ہی دفعہ ورزش بھی کی جائے لیکن اتنی بار ورزش صرف ان ہی لوگوں کے لئے ممکن ہے جو سخت قسم کے کام مثلاً کھیتی باڑی وغیرہ کرتے ہوں نماز کی رکعتوں پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ جس وقت معدہ خالی ہوتا ہے تو نماز کی رکعتیں کم رکھی گئی ہیں مثلاً فجر، عصر، مغرب، کی نمازیں لیکن جب کھانے کے بعد نماز کا وقت ہوتا ہے تو رکعتیں زیادہ ہوتی ہیں اور پھر حکم دیا گیا ہے کہ کھانا ظہر اور عشاء سے پہلے کھاؤ کھانے کے بعد جو کولیسٹرول کی مقدار خون میں زیادہ ہوتی ہے وہ لمبی نماز سے نارمل ہو جاتی ہے اور شریانوں میں نہیں جمتی،

صبح کے ناشتے کے بعد چونکہ کام پر جانا ہوتا ہے اسلئے ناشتہ کی ورزش کام پر ہو جاتی ہے،

رمضان المبارک میں افطاری کے وقت چونکہ زیادہ کھایا جاتا ہے لہذا نماز عشاء کے بعد بیس تراویح کا اضافہ صحت انسانی کے عین مطابق ہے،

پہلے مفصل ذکر ہو چکا ہے کہ کولیسٹرول کے شریانوں میں جمنے سے بلڈ پریشر، مخبوط الحواسی، بول و براز پر قابو نہ رہنا، دل کے دورے، فالج، ذیابیطس وغیرہ ہو جاتی ہے

اسلئے ان سے بچاؤ کا راز بھی نماز میں مضمر ہے دن میں پانچ مرتبہ مسجد کی طرف بھاگ دوڑ سے بھی اچھی خاصی ورزش ہو جاتی ہے "،

گھٹنوں کی بیماری

اس بیماری کا ایک بڑا علاج گھٹنوں کے اوپر کے عضلات کو مضبوط بنانا ہے اور تقویت پہنچانا ہے، اس بیماری میں یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ گھٹنوں کی بجائے یہ عضلات جسم کا بوجھ برداشت کریں، نماز پڑھنے سے یہ عضلات خوب مضبوط ہوتے ہیں اور اس بیماری کا قدرتی ازالہ ہو جاتا ہے "،

بقیہ : ملازمت

اصولوں سے روگردانی ہے، اگر حکومت اور ملازم دونوں ان اصولوں کی پابندی کریں تو انہیں ہر طرح کے مصائب و آلام سے نجات کے ساتھ خوشحالی کی زندگی میسر ہو گی

زندگی یا موت؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ اُمَرَاۗؤُكُمْ خِیَارَكُمْ وَاَغْنِیَاۗؤُكُمْ سُمَحَاۗءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰی بَیْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَاۗؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِیَاۗؤُكُمْ بُخَلَاۗءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰی نِسَاۗىِٕكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّكُمْ مِنْ ظَهْرِهَا رواہ الترمذی۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تمہارے امراء تمہارے بہتر لوگ ہوں اور تمہارے دولتمند تمہارے سخی ہوں اور تمہارے امور باہمی مشورہ سے طے پائیں اس وقت زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہو گی۔ (یعنی زندگی موت سے بہتر ہو گی) —— اور جب کہ تمہارے امراء تمہارے شریر و بدکار لوگ ہوں۔ اور تمہارے دولتمند تمہارے بخیل ہوں۔ اور تمہارے معاملات تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں۔ اس وقت تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پشت سے بہتر ہو گا۔ (یعنی تمہاری موت تمہاری زندگی سے بہتر ہو گی)۔

خاموش مبلغ

بقیہ : دلا سوز کہ ۔۔۔

و شہود، میں ہو جاتی ہے اور بہت زیادہ یقین حاصل ہو جاتا ہے، علی ہذا القیاس سب اعتقادات میں ایسا ہی یقین حاصل ہو جاتا ہے "،

(از مکتوب ۲۱۵ دفتر اول)

دلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند

محمد شفیع عمر دین — میرپور خاص)

حضرت سیدنا و مرشدنا و مولٰنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ؛

مخدوما! مدت بقائے دنیا (دنیا میں انسان کا باقی رہنا) بہت تھوڑی سی مدت کے لئے ہے اور اس تھوڑی مدت میں سے بھی اکثر ضائع ہوگئی ہے اور بہت تھوڑی باقی رہ گئی ہے مدت بقائے آخرت (آخرت کی زندگی) ہمیشہ کے لئے اور دائمی ہے، اس ہمیشہ کی بقاء کا معاملہ چند روزہ (دنیا کی) بقاء کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے اس کے بعد یا تو دائمی نعمتیں اور راحتیں ہیں یا ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے حضرت مخبرِ صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں جو خبر دی ہے اس میں خلاف کا احتمال نہیں (سب سچ ہے اور ہوکر رہے گا عقل دور اندیش کو (شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا) کام بنانا چاہیے،،

مخدوما! عمر کا بہترین حصہ (جوانی کا وقت) ہوا و ہوس میں گذر گیا اور اللہ تعالٰی کے دشمنوں (نفس اور شیطان وغیرہ) کی مرضی کے مطابق ضائع ہو گیا، اور باقی نہایت نکمی (پیری اور بڑھاپے کی) عمر رہ گئی ہے اگر آج اسے بھی اللہ تعالٰی کے رضا والے کاموں میں صرف نہ کرینگے اور نہایت تھوڑی محنت کو آخرت کا وسیلہ نہ بنائینگے اور بہت سارے گناہوں کا کفارہ تھوڑی نیکیوں کو نہ بنائینگے تو کل (قیامت کے دن) کس منہ سے اللہ کے حضور میں حاضر ہونگے اور کون سا حیلہ اس کے حضور میں پیش کرینگے، خواب خرگوش (غفلت کی نیند) کب تک رہیگی؟ اور پنبۂ غفلت (غفلت کی روئی) کب تک کانوں میں پڑی رہیگی؟ آخر بینائی سے پردہ ہٹا دینگے (اس وقت) حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور گذرا ہوا وقت ہاتھ نہ آئیگا،

لہٰذا موت کے آنے سے پہلے اپنا (آخرت کے لئے) کام کر لینا چاہیے (موت سے قبل یہ کام کرنے چاہئیں،،

اول. عقائد کو درست کئے بغیر چارہ نہیں جو امر دین میں یقین و تواتر سے معلوم ہیں ان کی تصدیق کئے بغیر چارہ نہیں

دوم، جن باتوں کی شرع کفیل ہے ان کا علم ہونا چاہیے اور ان باتوں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے

سوئم، حضرات صوفیاء کے طریق پر سلوک بھی درکار ہے (مگر) سلوک سے غیبی صورتیں اور شکلیں مشاہدہ کرنے کی غرض نہ ہو" اور نہ ہی "انوار و الوان" انوار اور رنگوں کا معائنہ کرنا مقصود ہو — یہ باتیں تو لہو اور لعب میں داخل ہیں، صور و انوار حسی (ظاہری) صورتیں اور انوار جو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں) سے کون سا نقصان پہنچا ہے! کہ کوئی ان کو چھوڑ کر ریاضات و مجاہدات کے ذریعے صور و انوار غیبی کی ہوس کرے حالانکہ دونوں غیبی صورتیں و انوار اور حسی صورتیں و انوار اللہ تعالٰی کی پیدا کی ہوئی ہیں اور اللہ تعالٰی کی صانعیت کی دلیلیں ہیں سورج اور چاند کا نور جو عالم شہادت (اس جہان میں دیکھنے میں آتا ہے وہ عالم مثال کے انوار دیکھنے پر بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ ان کے نور کا دیکھنا دائمی ہے اور ان کے دیکھنے میں سب خاص و عام شریک ہیں — اس لئے وہ اسے اعتبار کی نظر سے گرا کر انوار غیبی دیکھنے کی ہوس کرتے ہیں — ہاں ع —

آب کر رود پیشِ درت تیرہ نماید

جو پانی تیرے دروازہ کے سامنے نہر میں بہتا ہے، اس کی قدر نہیں ہوتی وہ دیکھنے میں میلا اور کالا لگتا ہے،،

جاننا چاہیئے کہ صوفیاء کرام کے طریقے پر سلوک سے مقصد معتقدات شرعیہ میں زیادہ یقین کا حاصل کرنا ہے تاکہ استدلال کی تنگ جگہ سے نکل کر کشف کے کشادہ میدان میں آجائیں اور اجمال سے تفصیل کی طرف رجوع کریں، مثلاً واجب الوجود اللہ تعالٰی کا تقدس اور اس کی وحدت اول استدلال یا تقلید سے معلوم ہوئی تھی اور اس کے اندازہ کے موافق یقین حاصل ہوا تھا جب طریق صوفیاء کرام پر سلوک میسر ہوتا ہے تو اس تقلید و استدلال کی تبدیلی کشف

باقی [illegible] پر

مولانا سید فخر الدین رح

تحریر: سید بنوری رح

۲۰ صفر ۱۳۹۲ھ ۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو حضرت مولانا فخر الدین احمد طویل علالت کے بعد مراد آباد میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس کہ مسلمانانِ ہند اور علماء اسلام کا ایک درخشندہ تارہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ آپ دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے اور عصر حاضر کے جلیل القدر محدث، محقق، عالم اور باخدا بزرگ تھے۔ دار العلوم کے اکابر مشائخ اور مسند صدارت حدیث کے ممتاز افراد جن کا سلسلہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی سے شروع ہوا تھا وہ سلسلہ حضرت مولانا فخر الدین پر بظاہر ختم ہو گیا کامل ایک صدی میں علوم نبوت کے آفتاب و ماہتاب جن سے دار العلوم کی چار دیواری میں بلکہ تمام عالم اسلام میں علم کی شعاعیں پہنچتی رہیں۔ آپ اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے اور اب تک اکابر دیوبند اور خصوصاً مسند مشیخت حدیث پر جو حضرات متمکن تھے علم و معرفت کے دونوں چشموں سے سیراب تھے اور ظاہر و باطن دونوں نسبتوں کے حامل تھے۔ موصوف اس حلقہ کے آخری فرد تھے۔ اب ایسی شخصیت جو اس مسند کو زینت دے ہماری نظروں میں نہیں۔ موصوف نے ۱۳۲۹ھ میں دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری دونوں سے فیض حاصل کیا اور دونوں چشموں سے سیرابی نصیب ہوئی۔ سنجیدگی، رفتار، متانت و رزانت، ظاہری سطح میں سکون اور باطنی گہرائیوں میں جوش و خروش کی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ خوش رو، خوش پوش، خفیف الروح، لطیف المجد تھے۔ غالباً چوبیس برس پہلے مدینہ طیبہ میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا عبدالحق مدنی مرحوم کے مکان پر شرف ملاقات نصیب ہوا تھا، یہ ملاقات پہلی بھی تھی اور آخری بھی، پھر غائبانہ موصوف کے مفاخر و مآثر کا حال معلوم ہوتا رہا۔ اکابر محدثین اور ممتاز اکابر مدرسین کا نمونہ تھے جن کی زندگی کے پورے باسٹھ ۶۲ سال درس و تدریس میں گذرے، درس حدیث میں حافظ بدر الدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے علوم کا نچوڑ اپنی تقریر میں پیش کرتے تھے اور حضرت دیوبندی اور حضرت کشمیری کے خصائص کی جھلکیاں نظر آتی تھیں۔ ان کی تالیف، القول الفصیح فی نضد ابواب الصحیح، توقد و ذکاء کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ قیامت کے قرب کے علامات سے جہاں اور مختلف فتنے سرعت سے ظاہر ہو رہے ہیں وہاں علمی انحطاط کی رفتار ان سے بھی زیادہ سریع ہے۔ ان اکابر کے قافلے نہایت تیزی سے سفر آخرت پر روانہ ہو رہے ہیں اور علمی مراکز ویران ہوتے جا رہے ہیں۔

نہ جانے آج تک یہ جانے والے ہیں کہاں جاتے
کھلی ہیں جب سے آنکھیں دیکھتے ہیں کارواں جاتے

غفر اللہ لہ ورحمہ رحمۃ الابرار الصالحین وحشرہ فی زمرۃ العلماء الربانیین۔

احسان الواحد

مختلف اضلاع کے دورہ پر ہیں

احباب تعاون فرمائیں (ادارہ)

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۲۵
خدام الدین
رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴
خدام الدین
کاروان ولی اللّٰہی کا حدی خوان
فکر اسلاف کا پیامبر
اعلاء کلمۃ الحق کا علمبردار
ربع صدی سے میدان علم و صحافت میں دینی فرائض ادا کر رہا ہے
ہم
خدام الدین
کی پچیس سالہ قابل قدر خدمات کا اعتراف
کرتے ہوئے ادارہ کی مزید ترقی کے لیے دعا گو ہیں
چوہدری محمد انور، قاری اللہ بخش، حکیم حافظ خوشی محمد، مولانا محمد یوسف رحمانی، شوکت علی ساجد میاں چنوں
دارالعلوم دیوبند نمبر کے بعد الرشید ساہیوال کا
مدنی و اقبال نمبر
ضخامت سوا پانچ صد صفحات — سائز ۲۰×۳۰/۸ — آفسٹ طباعت رنگین و حسین ٹائیٹل سے مزین
آئینہ مضامین کی ایک جھلک
تذکرہ محمود و شیخ الہند اسیر مالٹا — جناب ارشد
نقش حیات حضرت مدنیؒ —
جناب سید اسعد مدنی مدظلہ — عزیز الحق صدیقی
متحدہ قومیت اور اسلام — مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
مسئلہ قومیت اور اسلام — مولانا سید حامد میاں
مسلم قومیت کا مسئلہ — مولانا نجیب کراچی
غیرت نامہ — سید نفیس الحسینی
ڈاکٹر اقبال کی تنقیدات — حکیم فضل الرحمن سواتی
ڈاکٹر اقبال اور علماء — قاضی افضل حق قریشی
عاری مجبوروں کی زبان درازیاں — شورش کاشمیری مرحوم
مکتوبات مدنیؒ — مولانا محمد اسحاق صدیقی
حضرت مدنیؒ اور حضرت تھانوی — ریاض احمد اشرفی
مسئلہ قومیت کی نوعیت — یوسف سلیم چشتی
غلط رباعی تجزیہ — ادارہ
ڈاکٹر اقبال اور اس کی تکفیر — عبدالمجید سالک
ڈاکٹر اقبال و ظفر علیخاں اور مکفرین — شورش کاشمیری
نظریات اقبال — ″
ڈاکٹر اقبال اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ — پروفیسر کلیم شنسرایم اے
اقبال و انجمن حمایت اسلام — حنیف شاہد ایم اے
اقبال اور وہابی تحریک — ڈاکٹر عقیل
اقبال اور عصری نظام تعلیم — سید ابوالحسن علی ندوی
ذکر علامہ طالوتؒ — شاکر صاحب
پرویزان این عصر — مدیر بینات
کیا اقبال منکر الحدیث تھے — رشیدی
حصہ منظومات — کلام طالوتؒ
دیگر مضامین — ادارہ